قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ عہ — قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲ عہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۰۳	مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء	یوم شنبہ	مطابق ۱۶ شوال سنہ ۱۳۴۹ھ	جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چند روز کے لئے راجپورہ تشریف لے جانے پر مقامی جماعت کا امیر حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقرر فرمایا ہے ؛

۷ مارچ سے ہائی سکول کی تمام جماعتوں کے سالانہ امتحانات شروع ہونگے ۔ اور ۱۰ تاریخ سے فقط ہائی کا یونی ورسٹی کا امتحان شروع ہوگا۔ جس کے لئے قادیان ہی سنٹر مقرر ہوا ہے ۔ اور بعض مضافات کے ہائی سکولوں کے طلبا بھی یہاں آئیں گے ؛

۶ مارچ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لیکھرام کے متعلق ایک عظیم الشان جلالی نشان پورا ہوا تھا۔ اس لئے اس تاریخ لوکل انجمن نے ایک جلسہ منعقد کرنے کا انتظام کیا ہے جس میں بزرگان سلسلہ تقریریں فرمائیں گے ؛

شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کا چھوٹا لڑکا سخت بیمار ہے ۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کوئی عیسائی پادری مقابلہ پر نہیں آتا

"میں دعوےٰ سے کہتا ہوں ۔ اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے ۔ کہ میں اس میں سچا ہوں ۔ اور تجربہ اور نشانات کی ایک کثیر تعداد نے میری سچائی کو روشن کر دیا ہے ۔ کہ اگر یسوع مسیح ہی زندہ خدا ہے ۔ اور وہ اپنے صلیب برداروں کی نجات کا باعث ہوا ہے ؟ اور اُن کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے ۔ باوجودیکہ اُس کی خود دعا قبول نہیں ہوئی ؟ تو کسی پادری یا راہب کو میرے مقابلہ پر پیش کرو ۔ کہ وہ یسوع مسیح سے مدد اور توفیق پا کر کوئی خارق عادت نشان دکھائے ۔ میں اب میدان میں کھڑا ہوں ۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں ۔ کہ میں اپنے خدا کو دیکھتا ہوں ۔ وہ ہر وقت میرے سامنے اور میرے ساتھ ہے ۔ میں پکار کر کہتا ہوں ۔ مسیح کو مجھ پر زیادت نہیں کیونکہ میں نور محمدی کا قائم مقام ہوں ۔ جو ہمیشہ اپنی روشنی سے زندگی کے نشان کو قائم کرتا ہے ۔ اس سے بڑھ کر اور کس چیز کی ضرورت ہوسکتی ہے ۔ تسلی پانے کے لئے اور زندہ خدا کو دیکھنے کے لئے ہمیشہ رُوح میں ایک تڑپ اور پیاس ہے ۔ اور اُس کی تسلی آسمانی تائیدوں اور نشانوں کے بغیر ممکن نہیں ۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں ۔ کہ عیسائیوں میں یہ نور اور زندگی نہیں ہے ۔ بلکہ یہ حق اور زندگی میرے پاس ہے ۔ میں چھبیس برس سے اشتہار دے رہا ہوں ۔ اور تعجب کی بات ہے ۔ کہ کوئی عیسائی پادری مقابلہ نہیں آتا ۔ اگر اُن کے پاس نشانات ہیں ۔ تو وہ کیوں انجیل کے جیلان کے لئے پیش نہیں کرتے ؛

(الحکم ۷ فروری سنہ ۱۹۰۲ء)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

مصری طلبار کو شادی کی ممانعت

قاہرہ کی خبر ہے۔ کہ مصری وزیر تعلیم نے ان طلباء کے لئے جو سرکاری خرچ پر حصول تعلیم کے لئے یورپ بھیجے گئے ہیں۔ وہاں شادی کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ تا وہ پوری توجہ سے تعلیم میں مشغول رہیں۔

مسلمانانِ بربر کو زبردستی عیسائی بنانے کی کوشش

الجزائر میں مسلمانانِ بربر پر فرانسیسیوں کی طرف سے ہولناک مظالم کی خبریں آرہی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہاں مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنایا جارہا ہے۔ مذہبی مدارس بند کئے جارہے ہیں۔ علماء پر شدید پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ مساجد میں قفل ڈال دیئے گئے ہیں۔ مصر و شام اور دیگر اسلامی ممالک اس کے خلاف سخت احتجاج کر رہے ہیں۔

افغانستان میں امریکہ والوں کے قدم

معلوم ہوا ہے۔ امریکہ کی ایک کمپنی حکومت افغانستان سے ہرات میں پٹرول کے چشموں کا ٹھیکہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

ٹرکی اور یورپین اتحاد

قسطنطنیہ کی ایک خبر سے پایا جاتا ہے۔ کہ حکومت ترکی نے پان یورپین الائنس (یورپینوں کا اتحاد) کی حامی کانفرنس میں شامل ہونے کی دعوت منظور کر لی ہے۔ اس میں توفیق رشدی بے نمائندگی کریں گے۔

نحاس پاشا کی طرف سے مولانا شوکت علی کو دعوت

مولانا شوکت علی کے مصر جانے پر مصر کے رئیس الاحرار نحاس پاشا نے آپ کو ایک شاندار دعوت دی جس میں ملک کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔

مغربی اناطولیہ میں مارشل لار

مغربی اناطولیہ میں جہاں درویشوں نے حکومت کے خلاف سر اٹھایا تھا۔ اب تک مارشل لار جاری ہے۔ اور مقدمات کی سماعت ہو رہی ہے۔ ماخوذین کی تعداد اس وقت ۱۱۶ ہے۔

ایران کی جدید وزارت

اقتصادی اور داخلی سیاست میں اختلاف کی وجہ سے ایرانی وزارت مستعفی ہو گئی تھی۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ حاجی مہدی قلی خان نے جو سابقہ وزارت کے بھی رئیس تھے۔ نئی وزارت مرتب کر لی ہے۔

زد گوسلانیہ میں مسلمانوں پر زیادتی

جمہوریہ زدگوسلانیہ نے ایک ایسا گراں قدر ٹیکس عاید کیا ہے جو ہر دولہا کو شادی کے وقت ادا کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ اس ملک کے دستور کے مطابق مسلمانوں کو شادی کے وقت دس سے پچاس پونڈ حسب حیثیت معجل مہر کے طور پر بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے یہ ٹیکس ان کے لئے خاص طور پر تکلیف دہ ہے۔ چنانچہ ان میں سخت ایجی ٹیشن جاری ہے اور بعض ترکِ وطن کر رہے ہیں۔

ایران میں غیر ملکی روپیہ

ایران میں قانونِ مبادلہ پر بعض پابندیاں عائد کی گئی ہیں اس لئے حکومت ہند نے اعلان کیا ہے۔ کہ ایرانی سرحد میں داخل ہوتے ہی ہندوستانیوں کو ایرانی افسر سے اس امر کی تصدیق کرا لینی چاہیئے۔ کہ ان کے پاس اس قدر روپیہ ہے۔ اس مقدار روپیہ سے زیادہ باہر بھیجنے کی اجازت نہ ہو گی

ضروری اعلان

گذشتہ پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰے کے چند روز کے لئے راجپورہ تشریف لے جانے کی خبر شائع کرتے ہوئے دفتر ڈاک کی اطلاع پر حضور کا جو پتہ لکھا گیا ہے۔ اس پر کوئی صاحب خط وغیرہ ارسال نہ کریں۔ بلکہ حسب معمول قادیان کے پتہ پر ہی خط و کتابت کی جائے قادیان سے باقاعدہ روزانہ ڈاک حضور کی خدمت میں پہنچتی ہے۔

کوہ دامنیوں کی رہائی

حکومت افغانستان نے ۱۸۰ کوہ دامنیوں کو جنہوں نے گزشتہ سال بغاوت برپا کرنے کی کوشش کی تھی۔ رہا کر دیا ہے۔ اور ان کی ضبط شدہ جائدادیں بھی واپس کر دی ہیں۔ یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ہیں۔

عربستان کے صحرائے اعظم کی تسخیر

حریت کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ دنیا کے مشہور سیاح مسٹر برٹ ایم ٹامس نے عربستان کے جنوبی صحرا (ربع الخالی) کو عبور کر لیا ہے۔ یہ صحرا دنیا کے اعظم اور وسیع ریگستانوں میں سے ہے۔ جن میں آجتک کوئی سیاح نہ گزر سکتا تھا۔ یہ سیاحت دشوار گزار اور مشکل ترین جغرافیائی مہم خیال کی جاتی ہے۔

قسطنطنیہ میں تیل کا مرکز

ایک سنڈیکیٹ نے بلدیہ قسطنطنیہ سے اس امر کی اجازت حاصل کی ہے۔ کہ وہاں چھ لاکھ ترکی پونڈ کی لاگت سے تیل کا ایک مرکز قائم کیا جائے۔

بجٹ کے متعلق اعلان

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ نے اخبار الفضل مورخہ ۵۔ مارچ ۱۹۳۱ء میں یہ شائع فرمایا ہے کہ بجٹ چھپ رہا ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد بھیجدیا جائے گا۔ آپ کا یہ اعلان ابھی میری نظر سے گزرا ہے۔ میں اس چٹھی کے ذریعہ اطلاع کرتا ہوں۔ کہ آج کی ڈاک جس میں کہ الفضل بھیجا جارہا ہے۔ بجٹ بھی بھیج رہا ہوں۔ جس جماعت کو نہ ملا ہو۔ وہ دفتر بیت المال قادیان سے منگوا لے۔

ناظر بیت المال قادیان ۴ مارچ ۱۹۳۱ء

حج بیت اللہ

خیال تھا۔ کہ چونکہ دنیا میں عام طور پر اقتصادی تباہی پھیلی ہوئی ہے، اس لئے شائد حج کے لئے زیادہ لوگ نہ جاسکیں۔ مگر حجاز کی اطلاعات اس خیال کی تردید کر رہی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ حجاج کے قافلے برابر حجاز میں داخل ہو رہے ہیں۔

برطانی وزیر اعظم کے اعلان پر ترکی اخبارات کا تبصرہ

گول میز کانفرنس کے خاتمہ پر وزیر اعظم نے جو اعلان کیا اسے قریباً تمام ترکی اخبارات نے جلی عنوانات دے کر شائع کیا ہے۔ اور قریباً سب نے لکھا ہے۔ کہ یہ اعلان ہندوستان کی موجودہ صورت سے مجبور ہو کر کیا گیا ہے۔

شام ولبنان کی ملکیت کا دعوےٰ

خاندان عثمانیہ کے ایک شہزادہ نے مصر سے قسطنطنیہ میں آکر خاندان کے باقی ممبروں کو آمادہ کیا ہے۔ کہ حکم بردار حکومتوں سے شام و لبنان کے منافع کا مطالبہ کریں۔ کیونکہ یہ علاقے خاندان شاہی کے گزارہ کے لئے وقف تھے۔ ادخال مقدمہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

دمشق کے وکلاد کی ہڑتال

الاہرام سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دمشق کے وکلاء نے غیر ملکی عدالتوں کے قیام کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ۳ دن کی ہڑتال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ترکی میں افیون پر قیود

معلوم ہوا ہے۔ ترکی حکومت نے ناجائز طور پر تیار کردہ منشیات کی برآمد کو روکنے کے لئے نئے قوانین بنائے ہیں۔

ترکی اور ایران کے تعلقات

وزیر ترکی خسرو بک نے سیاحت یورپ سے واپس آکر طہران میں ایک بیان دیا۔ جس میں کہا۔ کہ ایران اور ترکی کے تعلقات خوشگوار ہیں سرحد کا معاملہ عنقریب خوش اسلوبی سے طے ہو جائے گا۔ آج کل انگورہ میں ترکی اور ایران کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ مرتب کیا جارہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ رمارچ سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھُوَ النَّاصِر

ندائے ایمان نمبر ۲

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ تبلیغی اشتہار جو بطور ٹریکٹ اور پوسٹر نظارت دعوۃ و تبلیغ نے چھپوا کر شائع کیا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کچھ ایسی کفر توڑ ہے کہ ہر شخص جس کے دل میں کفر کی کوئی رگ ہو۔ آپ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اور آپؐ کی مقدس ذات پر حملہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ محسوس کرتا ہے۔ کہ آپؐ کی ترقی میں اس کا زوال اور آپؐ کی زندگی میں اسکی موت ہے۔ اسی وجہ سے جس قدر حملے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر ہوئے ہیں۔ اور کسی نبی پر خواہ عرب کا ہو۔ یا شام کا۔ ہندوستان کا ہو۔ یا ایران کا۔ نہیں ہوئے۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ دشمنانِ اسلام آپؐ پر حملہ کرنے میں ایک حد تک معذور ہیں۔ کیونکہ اسلام کے ذریعہ سے ان کے مکروں اور حیلوں کا تانا بانا ٹوٹتا ہے۔ اور ہر ایک کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے۔ لیکن تعجب ہے ان لوگوں پر جو اسلام سے محبت کا دعوےٰ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم پر ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ درود پڑھتے اور سلام بھیجتے ہیں لیکن باوجود اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر حملہ کرنے سے نہیں ڈرتے۔ اور ایسے عقائد رکھتے ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کی ہتک ہوتی ہے۔ اور اس طرح عوام الناس کے دلوں سے آپؐ کی محبت کم کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں۔ جو آئے دن عیسےٰ علیہ السلام کی زندگی کا وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ اور یہ دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ چوتھے آسمان پر بجسدِ عنصری بیٹھے ہیں۔ اور کسی زمانہ میں آسمان سے اتر کر لوگوں کو اپنا تابع بنائیں گے۔ آہ! یہ لوگ کبھی خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ رسول جس کے احسانوں تلے ان کا بال بال دبا ہوا ہے۔ اور جسے خدا تعالےٰ نے سب انسانوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اور جو اپنی قوت قدسیہ میں کیا ملائکہ اور کیا انسان سب پر فضیلت لے گیا ہے۔ اس ذریعہ سے وہ اس کی ہتک کرتے ہیں۔ اور ایک ایسے شخص کو جو اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا۔ تو آپؐ کی غلامی میں فخر محسوس کرتا۔ آپؐ کے وجود پر فضیلت دیتے ہیں۔

یہ امر ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی شخص نے خدا تعالےٰ کے دین کے لئے تکلیف نہیں اٹھائی۔ آپؐ مکہ میں تیرہ سال تک ایسی تکلیفات برداشت کرتے رہے ہیں۔ کہ ایسی تکلیفات کا ایک سال تک برداشت کرنا بھی انسان کی کمر توڑ دیتا ہے۔ اور آپؐ کے اتباع اور جاں نثار مرید بھی۔ ناقابل برداشت ظلموں کا تختۂ مشق بنائے گئے [illegible] ... کے مقابل [illegible] مسیح علیہ السلام ... کی قربانیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی قیمت نہیں رکھتیں۔ اول تو حضرت مسیح کا زمانہ تبلیغ ہی کل تین سال بتایا جاتا ہے۔ پھر اس قلیل زمانہ میں بھی سوائے دو چار گالیوں اور ہنسی مذاق کے اور کوئی تکلیف نہیں۔ جو اُن کے مخالفوں نے انہیں دی ہو۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہی وقت میں تین سال تک ایک تنگ وادی میں محصور رکھا گیا۔ کھانا پینا بند کیا گیا۔ آپؐ سے خرید و فروخت کرنے والوں پر ڈنڈ مقرر کیا گیا۔ غرض اس قدر دکھ دئے گئے۔ کہ آپؐ کی زوجۂ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان تکالیف کی سختی کی وجہ سے بیمار ہو کر فوت ہو گئیں۔ کھانے کی تنگی کی وجہ سے آپؐ کے صحابہؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم پتے کھانے پر مجبور ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے بکری کی مینگنیوں کی طرح ہمیں پاخانہ آتا تھا۔ بیسیوں دفعہ آپؐ کی اور آپؐ کے اتباع کی جانوں پر حملے کئے گئے۔ پتھر مارے گئے۔ گلا گھونٹا گیا۔ غلاظتیں پھینکی گئیں۔ غرض کونسی تکلیف تھی۔ جو آپ پر نہ آئی ہو لیکن باوجود اس کے اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی ارشاد ہوتا رہا۔ کہ فاصبر کما صبر اولوالعزم جس طرح ہمارے پکے ارادے والے بندے صبر کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح تو بھی صبر سے کام لے۔ اور استقلال کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کر۔ لیکن۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ باوجود ان حالات سے واقف ہونیکے مسلمان کہلانے والے اور علم کا دعویٰ کرنے والے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو جب سُولی پر لٹکانے لگے تو اللہ تعالےٰ نے جھٹ کسی اور شخص کو ان کی شکل کا بنا کر یہودیوں کے ہاتھ میں پکڑوا دیا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اگر یہ امر صحیح ہے تو کیا مسیحیوں کا حق نہیں۔ کہ وہ دعوےٰ کریں۔ کہ ہمارا رہنما تمہارے نبی سے افضل تھا۔ کہ تمہارے نبی کو تو تیرہ سال تک مکہ میں اور پانچ سال تک مدینہ میں زبردست تکالیف کا سامنا رہا لیکن اللہ تعالےٰ نے انہیں مصیبت میں پڑا رہنے دیا۔ اور کوئی خاص مدد نہ کی۔ لیکن ہمارے رہنما پر ایک ہی دفعہ لوگوں نے ہاتھ ڈالنا چاہا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ نے اسے چوتھے آسمان پر جا بٹھایا۔ اور ایک لمحہ کے لئے کبھی تکلیف برداشت نہ کرنے دی۔

اے اسلام کا درد رکھنے والو۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعوےٰ کرنے والو۔ کبھی آپ نے سوچا بھی۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اس طرح آسمان پر بٹھا کر آپ کے علماء نے اسلام پر کس طرح ظلم کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس قدر ہتک کی ہے۔

اسی طرح کیا کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے۔ کہ حضرت مسیح کے اس قدر لمبے عرصہ سے آسمان پر زندہ موجود ہونیکے عقیدہ سے ان علماء نے مسیحیت کو کس قدر طاقت بخشی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ ... کو اللہ تعالےٰ نے ... عمر دے کر اللہ تعالےٰ نے وفات دی۔ اور پھر جبکہ ساتھ یہ بھی مانا جائے۔ کہ وہ صرف آپ ہی زندہ نہیں۔ بلکہ دوسرے مُردوں کو بھی زندہ کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ مسلمانوں میں اس وقت عام عقیدہ ہے۔ تو پھر تو اس امر میں کوئی بھی شُبہ نہیں رہتا۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت مسیح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل تھے۔ مگر کیا خدا تعالےٰ کی آخری کتاب قرآن کریم اس عقیدہ کی تائید کرتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم اس عقیدہ کو دھکے دیتا ہے اور سرتاپا اس کی تردید کرتا ہے۔ وہ تو کھول کھول کر بتاتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں کے سردار ہیں۔ اور سب نبیوں سے یہ عہد لیا جاتا رہا ہے۔ کہ اگر آپؐ کا عہد پائیں۔ تو آپؐ کی مدد کریں

اور تائید کریں۔ اور آپؐ پر ایمان لائیں۔ پس کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ سرداری کی خلعت تو نسبتاً چھوٹے درجہ کے آدمی کو دے دی جائے۔ اور سردار کو اس سے محروم کر دیا جائے؟

اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ اگر فی الواقع رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب نبیوں کے سردار ہیں۔ اور مجھے اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اور جس کی جھوٹی قسم کھانی لعنتی کا کام ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقیناً سب نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اور کوئی انسان اس زمین پر نہ پیدا ہوا ہے۔ نہ ہوگا جو آپؐ کے درجہ کو پہنچ سکے باقی سب انسان آپ سے درجہ میں کم ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے قرب کا جو مقام آپؐ کو ملا ہے۔ اور [illegible] غیرت آپؐ کے لئے دکھائی [illegible] وُہ مقام کسی کو نہیں ملا۔ اور وُہ غیرت خدا تعالیٰ نے اور کسی کے لئے نہیں دکھائی۔ مسیح کیا تھا؟ وُہ موسوی سلسلہ کے نبیوں میں سے ایک نبی تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درجہ کو تو موسوی سلسلہ کے سب نبی مل کر بھی نہیں پہونچ سکتے۔ پھر کس طرح ہوسکتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ مسیح علیہ السلام کو تو دشمنوں کے حملہ سے بچانے کے لئے آسمان پر اٹھا لیتا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ دیتا۔ کہ لوگ اُن پر پتھر برسا برسا کر زخمی اور لہولہان کریں۔ اور سنگ باری کر کے آپؐ کے دندانِ مبارک توڑ دیں۔ حتیٰ کہ آپؐ بے ہوش ہو کر گر جائیں۔ جیسا کہ اُحد کی جنگ کے موقعہ پر ہوا۔ بخدا ایسا نہیں ہوسکتا۔ اگر خدا تعالیٰ نے کسی کو آسمان پر اٹھانا ہوتا۔ تو وُہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُٹھاتا۔ اور اگر اُس نے کسی کو صدیوں تک زندہ رکھنا ہوتا۔ تو وُہ آپؐ کو زندہ رکھتا۔

پس نادان ہیں وُہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح کو خدا تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور وُہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ کیونکہ اُن کا یہ عقیدہ نہ صرف قرآن کریم کے خلاف ہے۔ بلکہ مسیحیت کو اس سے طاقت حاصل ہوئی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس میں ہتک ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی بھی ہتک ہے۔ کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ وہ ظالم ہے۔ کہ جو اعلیٰ سلوک کا مستحق تھا۔ اس سے تو اس نے ادنےٰ سلوک کیا۔ اور جو ادنےٰ سلوک کا مستحق تھا۔ اس سے اس نے اعلیٰ سلوک کیا۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ زمین پر [illegible] مسیح علیہ السلام کو بچانے کے لئے آسمان [illegible] تو مسیحیوں نے اپنی نادانی سے گھڑا ہے۔ کیونکہ اُن کی محرف مبدل کتاب میں لکھا ہے۔ کہ خدا کی بادشاہت ابھی زمین پر نہیں آئی۔ چنانچہ مسیحی لوگ اب تک دُعائیں کیا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا جس طرح تیری بادشاہت آسمان پر ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی ہو۔ لیکن اسلام تو اس عقیدہ کو کفر قرار دیتا ہے وُہ تو صاف الفاظ میں سکھاتا ہے۔ کہ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمان اور زمین کی بادشاہت اُسی کے قبضہ میں ہے۔ پس اگر مسیحی یہ عقیدہ رکھیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا۔ تو وُہ تو مجبور ہیں۔ کیونکہ ان کے عقیدہ کے رُو سے زمین پر خدا تعالیٰ کی بادشاہت نہ تھی۔ اس وجہ سے ان کے نزدیک وُہ زمین پر مسیح کی حفاظت کرنے سے بے بس ہوگا۔ مگر مسلمانوں کو کیا ہوا۔ کہ مسیحیوں کی نقل میں انہوں نے بھی خواہ مخواہ مسیح کو آسمان پر چڑھا دیا۔ حالانکہ اُن کے خدا کی بادشاہت تو جس طرح آسمان پر ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی ہے۔ اُسے کیا ضرورت تھی۔ کہ وُہ یہودیوں سے ڈر کر اپنے نبی کو آسمان پر اٹھا لیتا۔ وُہ اسی زمین میں ہی اس کی حفاظت کرسکتا تھا۔ اور اس کے دشمنوں کو تباہ کرسکتا تھا۔

غرض جس قدر بھی غور کیا جائے۔ حضرت مسیح کو آسمان پر زندہ ماننے میں خدا تعالیٰ کی بھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بھی ہتک ہے اور مسیحیت نے اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔ اور لاکھوں مسلمان اس عقیدہ کی وجہ سے ٹھوکر کھا کر مسیحی ہوگئے ہیں۔ پس اب بھی وقت ہے کہ مسلمان سمجھ جائیں۔ اور اس خلاف اسلام اور خلاف عقل عقیدہ کو چھوڑ کر توبہ کریں۔ اور اپنے دوستوں کو بھی سمجھائیں۔ ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کا جرم معمولی جرم نہیں۔ انہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے اپنی جانیں خدا تعالیٰ کو سپرد کرنی ہیں۔ نہ کہ مولویوں کو۔ پس پیشتر اس کے کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے۔ چاہیئے کہ سب مسلمان ایک زبان ہو کر اس گندے اور ہتک رسولؐ کرنے والے عقیدہ کو اپنے دل سے نکال دیں۔ تا کہ مسیحیت کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے۔ اور مسیح کو مرنے دیں کہ اس کے مرنے کے ساتھ ہی مسیحیت کی موت اور اسلام کی حیات ہے۔ کیا کوئی دردمند انسان ہے؟ جو اپنے علاقہ میں مسیح کو مار کر اسلام کو زندہ کرے۔ یقیناً جو ایمان کی وجہ سے نہ کہ نیچریت کی وجہ سے ایسا کرے گا۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کو پائے گا۔ اور خدا تعالیٰ اسے اپنی مرضی کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے گا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان

مردم شماری کے متعلق مسلمانوں کی شکایات

مردم شماری کی آخری تاریخ گزر چکی ہے۔ لیکن مختلف مقامات کے متعلق جو اطلاعات ہمارے پاس پہونچی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ [illegible] کی طرف سے ایسی ایسی خلاف ضابطہ اور خلاف دیانت کارروائیاں [illegible] مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اور دوسری طرف ہندوؤں نے اپنی تعداد میں [illegible] اضافہ کر لیا ہے۔ اور تو اور لاہور کے سے مرکزی شہر کے بعض حصوں کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ لوگ رات کے ایک ایک بجے تک شمار کنندوں کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن ان کے پاس کوئی نہ پہونچا۔ اس کے مقابلہ میں بڑے زور شور کے ساتھ یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ ہندوؤں نے فرضی طور پر اپنے گھر کے اتنے اتنے افراد لکھائے۔ جن کا کوئی وجود نہ تھا۔ اور اس طرح اپنی تعداد بڑھانے کی کوشش کی۔

ہمارے نزدیک اس قسم کی تمام شکایات معین صورت میں سپرنٹنڈنٹ صاحب محکمہ مردم شماری پنجاب (لاہور) کی خدمت میں بھیج دینی چاہئیں۔ اور محکمہ مذکور کو ان کے متعلق پوری تحقیقات کرانی چاہیئے۔

ایک عرصہ سے لاہور میں ہندوؤں کی شرح پیدائش بہت کم اور تعداد اموات بہت بڑھی ہوئی ہے۔ جیسا کہ میونسپلٹی کے پیدائش اور اموات کے اعلانات سے ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اور ہندو اخبارات اس کے متعلق بہت کچھ فکر و تشویش کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کی تباہی کا رونا روتے رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی شرح پیدائش نہایت قابل اطمینان رہی ہے۔ اب اگر مردم شماری کے لحاظ سے ہندوؤں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ قرار دیا گیا۔ اور مسلمانوں کی تعداد رفتار ترقی کے مطابق زیادہ نہ ہوئی۔ تو اس کی ساری ذمہ واری مردم شماری کرنے والوں پر ہوگی۔ اور اسی سے دیگر مقامات کے متعلق ان کی فرض شناسی کا اندازہ لگایا جا سکے گا۔

محکمہ مردم شماری کو چاہیئے۔ کہ نتائج کا اعلان کرنے سے قبل ہر قسم کی فروگذاشتوں اور بے ضابطگیوں کا پوری طرح انسداد کرے۔

آریوں کی مُردہ پرستی

اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے نہ معلوم کیوں آریہ صاحبان عقل و سمجھ کو جواب دے دیتے ہیں "پرکاش" (یکم مارچ) کے نزدیک قرآن کریم کے پھٹے پرانے اوراق کو جلا دینا "اسلام کے دعوےٰ توحید اور بت پرستی سے بیزاری" کے خلاف ہے۔ اور وُہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس فتوےٰ پر کہ "ایسے کاغذات کو یا زمین دفن کر دیں۔ یا جلا کر راکھ کو دفنا دیں۔ تاکہ بے ادبی کا خوف جاتا رہے" دریافت کرتا ہے "کیا اس برتے پر دعوےٰ توحید کیا تھا۔ یہ کاغذ اور وُہ بھی بوسیدہ کاغذ پرستی نہیں۔ تو اور کیا ہے"؟

ہم نہیں سمجھتے کہ قرآن کریم کے بوسیدہ کاغذ جلا کر راکھ کو دفن کر دینا کیونکر دعویٰ توحید کے خلاف اور کاغذ پرستی کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ اس کی غرض تو محض یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے جو اوراق قابلِ استعمال نہ رہیں۔ انہیں بے ادبی سے بچایا جائے۔ لیکن اگر ان کا جلانا اور اُن کی راکھ کو دفن کرنا بوسیدہ کاغذ پرستی ہے۔ تو کیا آریوں کا اپنے مُردوں کو جلانا اور اُن کی راکھ کو پانی میں بہانا مُردہ پرستی نہیں۔ اور کیا آریہ اس بات کے لئے تیار ہیں؟ کہ اپنے عزیز و اقارب کی لاشوں کو [illegible] کیا کریں۔ تا کہ مُردوں کو جلا کر وُہ مُردہ پرستی کے مرتکب نہ ہوں۔ جس دن آریہ اس بات پر عمل کرنا شروع کریں گے۔ اس دن ہم سمجھیں گے۔ کہ انہیں قرآنِ کریم کے بوسیدہ اوراق جلانے کی وجہ سے مسلمانوں پر کاغذ پرستی کا الزام لگانے کا حق ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو امراض

کچھ عرصہ ہوا۔ دفتر "اہلحدیث" امرتسر نے ایک رسالہ "مراق مرزا" شائع کیا تھا۔ جس کا مفصل اور دندان شکن جواب دسمبر ۱۹۲۹ء میں شائع کر دیا گیا تھا۔ (دیکھو ریویو آف ریلیجنز ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء) جس پر عرصہ ایک سال اڑھائی ماہ گزر چکا ہے۔ لیکن اب تک اس کی تردید کرنے کی جرأت اور اس کا جواب لکھنے کی ہمت اہلحدیث کو نہیں ہوئی۔ اور نہ اس کے کسی نامہ نگار کو۔ بلکہ اہلحدیث ۲۱ مارچ میں یہ اقرار کر گئے کہ "رسالہ (مذکور) میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ مرزا صاحب کو جنون تھا۔ اور نہ لکھا کہ مرزا صاحب کو مالیخولیا تھا" اپنی بیچارگی سراسیمگی، اور پریشانی کو طشت از بام کر دیا۔ اور تسلیم کر لیا۔ کہ ہمارا جواب لاجواب ہے۔ اور کچھ ادھر ادھر کی بھی ہانک دیں۔ جس کی تردید میں نے الفضل یکم اپریل ۱۹۳۰ء میں شائع کر دی تھی۔ اور بتایا تھا۔ کہ اب تمہارا یہ کہنا۔ کہ رسالہ مذکور میں یہ نہیں لکھا تھا۔ کہ مرزا صاحب کو مالیخولیا اور جنون تھا۔ غلط ہے۔ ورنہ (۱) اس کے سرورق پر آیت ما انت بنعمت ربک بمجنون الخ لکھنے سے کیا مقصد تھا۔ (۲) دیباچے میں یہ کیوں لکھا۔ "قرآن مجید میں صاف صاف الفاظ میں ذکر ہے۔ کہ کافر لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مسحور و مجنون وغیرہ الفاظ بولتے تھے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے بڑی سختی سے رد فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔۔۔ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ قلم کے ساتھ لکھتے ہیں۔ تو اے نبی اللہ کے فضل سے مجنون نہیں" (۳) پھر یہ کیوں لکھا" اس آیت نے مجنون اور نبی میں فرق بتایا ہے"۔ (۴) پھر یہ کیوں لکھا" ثابت ہوا جنون اور نبوت میں بہت بڑا تباین اور تخالف ہے" (۵) یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ "مراق ابتدا میں معمولی تغیر کا نام ہے۔ لیکن ترقی کرنے کے بعد اس کا نام مالیخولیا مراقی ہو جاتا ہے"۔ (رسالہ مذکور ص) (۶) نیز یہ کس غرض سے لکھا گیا " بس مطلع صاف ہے۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ تھا۔ کہ میں بروز اور عکس محمد ہوں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ مرزا صاحب ان جملہ عوارض سے پاک صاف ہوتے۔ جن سے حضور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک صاف تھے۔ کیونکہ جو عوارض اور امراض صورت محمدیہ میں خدا کی طرف سے نبوت کے مطلقاً متضاد قرار دیئے گئے ہیں۔ وہ صورت مرزائیہ میں نبوت سے متحد کیسے ہو سکتے ہیں (۷) نیز یہ لکھنے کا کیا مدعا تھا۔ " پس شکل اول کا کبریٰ تو مدلل اور فریقین میں مسلم ہے اب صغریٰ کا ثبوت باقی ہے۔ یعنی مرزا صاحب مراقی تھے"۔ (رسالہ مذکور صفحہ ۳)

اگر اس میں مراقی بمعنے مجنون نہیں۔ تو پھر اس کا کبریٰ فریقین میں مسلم ہے"۔ کس بنا پر لکھا تھا۔ وغیرہ وغیرہ چونکہ ہمارے پیش کردہ امور کا کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا تھا۔ اس سے یہی کہہ دیا۔ کہ ہم نے یہ نہیں کہا مرزا صاحب کو مالیخولیا یا جنون تھا۔ اچھا صاحب! پھر لکھا کیا تھا۔ اور کس امر کے ثبوت میں ۱۶ صفحے سیاہ کیئے تھے۔ فرماتے ہیں "مراق ثابت کیا ہے" اور لکھتے ہیں۔ کہ "مراق کو عربی میں جمود اور انگریزی میں کاٹا لیسی کہتے ہیں"۔ گویا حضرت اقدس علیہ السلام کو جمود یا کاٹا لیسی کی بیماری تھی۔ بہت اچھا۔ اگر ہم اسے مان بھی لیں۔ تو اس سے ثابت کیا ہوا؟ کیا آپ کا خیال ہے۔ کہ جسے یہ بیماری ہو۔ وہ نبی اور رسول نہیں ہو سکتا اگر یہی بات ہے۔ تو اس کے ثبوت میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں سے کوئی سند پیش کیجیے۔ لیکن اہل عقل و فہم اصحاب خوب سمجھتے ہیں۔ کہ اگر مراق سے مراد جنون یا مالیخولیا نہ ہوتا۔ تو آیت ما انت بنعمۃ ربک بمجنون لکھنا بالکل بے معنی تھا۔ بلکہ تمام دیباچہ ہی لغو اور تمام رسالہ ہی عبث ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے جنون ہی کو نبوت محمدیہ کے متضاد قرار دیا ہے۔

فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ فلیتبین بو المتس بدون مگر اور سنئے ایڈیٹر صاحب رسالہ "تائید الاسلام" در عکس نہند نام زنگی کافور) لکھتے ہیں۔ "رسالہ مراق مرزا میں ثابت کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کو مراق اور مالیخولیا کی شکایت تھی۔۔۔۔ مولوی تاج الدین قادیانی نے۔۔۔ یہ بہتان لگایا۔ کہ جن لوگوں نے مرزا صاحب کے لیئے مراق اور مالیخولیا ثابت کیا ہے۔ انہوں نے تمام انبیاء علیہم السلام پر بھی یہی افترا باندھا ہے"۔
(رسالہ تائید الاسلام ماہ جون ۱۹۳۰ء)

اور طرفہ یہ کہ اسی نمبر میں مجیب کا وہ مضمون بھی درج ہے۔ جس میں اس نے لکھا تھا۔ کہ "اس رسالہ میں یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ مرزا صاحب کو مالیخولیا تھا" پھر وہی ایڈیٹر صاحب اپنے رسالہ جلد ۲ نمبر ۷ میں "رسالہ مراق مرزا" کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں۔ "مرزا صاحب کے مالیخولیا کو طشت از بام کر دیا" کیوں صاحب اگر اس میں یہ نہیں لکھا۔ کہ مرزا صاحب کو مالیخولیا اور جنون تھا تو آپ کے ان بھائی بندوں نے کہاں سے یہ سمجھ لیا۔ بلکہ آپ کے انکار کے باوجود وہ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں

اب ٹھیک سوا دس ماہ کے بعد میرے مضمون مندرجہ اخبار "الفضل" یکم اپریل ۱۹۳۰ء کے جواب میں اخبار "اہلحدیث" ۳۰ جنوری ۱۹۳۱ء میں مضمون لکھا گیا ہے۔ حیران ہوں۔ کہ اگر یہی کچھ لکھنا تھا۔ تو پھر اتنا عرصہ خاموشی کس لیئے تھی۔ خیر ہر چہ بادا باد اس کا جواب بھی ذیل میں لکھا جاتا ہے وباللہ التوفیق

میں نے مدلل اور معبر ابن الطریق سے ثابت کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بموجب پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دو بیماریاں لاحق تھیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی۔ کہ حضور کو کبھی کبھی دوران سر ہو جاتا تھا۔ اور یہی وہ بیماری ہے۔ جسے ایک ڈائری نویس نے الفاظ مراق سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے جواب میں لکھا ہے "سو واضح ہو کہ مرزا صاحب کو دوران سر کا ہونا مرض مراق ہونے کے منافی نہیں ہے۔ مراق کے علاوہ مرزا صاحب کو دوران سر۔ دردسر کمی خواب۔۔۔ امراض بھی تھے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کو دوران سر کے علاوہ کوئی اور ایسی بیماری تھی جسے مراق کہا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی۔ عبارت اور ڈائری کی عبارت دونوں کو ملا کر پڑھنے سے یہ امر خوب روشن ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں "دو امراض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے۔ اور نیچے کے حصے میں کثرت پیشاب ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۶) پھر صفحہ ۳۶۳ پر انہیں دو بیماریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا دو زرد چادروں کی پیشگوئی میں فرق نہ آئے"۔ اور ڈائری میں لکھا ہے۔ "اسی طرح مجھکو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول" (رسالہ "مراق مرزا" ص)

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بدن کے اوپر کے حصہ میں جو بیماری بتائی ہے۔ وہ "دوران سر" ہے۔ اور اسی بیماری کو ڈائری میں مراق لکھا گیا ہے۔ لاغیر پھر میں نے لکھا تھا مرض جنون مالیخولیا مرگی۔ مراق۔ اور ہسٹیریا کی تشریح یعنی ان کی تعریف اسباب علامات و عوارضات اور نتائج بیان کیئے جائیں۔ لیکن اس کے جواب میں صرف اتنا لکھ دیا ہے کہ "یہ پانچ بیماریاں درحقیقت دماغی امراض ہیں"

صاحب من! ان پانچوں بیماریوں میں سے ہر ایک کی تشریح یعنی ان کی تعریف اسباب علامات عوارض اور نتائج از روئے طب اور ڈاکٹری بیان کریں۔ صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں۔ کہ یہ دماغی امراض ہیں۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو اسی سے آپ کی قلعی کھل جائے گی پھر لکھتے ہیں۔ کہ "یہ پانچوں امراض نبوت اور رسالت کے منافی ہیں" لیکن آپ یہ تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آپ جب لفظ مراق استعمال کرتے ہیں۔ تو اس سے آپ کی مراد جنون ہوتا ہے۔ اور نہ مالیخولیا مراقی پس بتائیں۔ کہ اس کے سوا اور کون مراق ہے جو نبوت اور رسالت کے منافی ہے

پھر میں نے پوچھا تھا۔ کہ بخاری اور مسلم میں بروایت حضرت عائشہ صدیقہ جو یہ حدیث آئی ہے۔ سحر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حتیٰ انہ لیخیل الیہ انہ یفعل الشیٔ وما فعلہ اس کا کیا مطلب ہے۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈائری میں سے کچھ عبارت نقل کر دی ہے۔ کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسا عقیدہ نہیں رکھتے تھے۔ اور نہ کسی ایسی حدیث کو ماننے کے لیئے تیار تھے۔ جو قرآن کریم کے برخلاف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کے برخلاف ہو"۔

ناظرین کرام غور فرمائیں۔ کہ یہ ہماری بات کا جواب ہے۔ اور حدیث متفق علیہ کا حل ہے۔ یا درپردہ احمدیت کی صداقت کا اقرار اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ اصول کے آگے سر تسلیم خم ہے۔ میں نے یہ تو دریافت نہیں کیا تھا۔ کہ ہمارا یا ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ آپ سے تو اس حدیث کا حل مطلوب تھا۔ کہ جس میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول مقبول صلعم "مسحور" تھے یعنی آپ پر جادو چل گیا تھا۔ پس اخبار "اہلحدیث" کے نام ہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اس حدیث کا مطلب بیان کریں۔ اور بتائیں "مسحور" قرار دینے والے کافر اور دشمن ہیں۔ یا مومن اور دوست؟

خاکسار تاج الدین لائل پوری (مولوی فاضل) قادیان

غیر مبایعین کا ادعائے باطل

امیر غیر مبایعین بالخصوص اور دوسرے غیر مبائع بالعموم ہوکر دہی کے لئے کہا کرتے ہیں۔ قادیان کے غالیانہ عقائد اشاعت احمدیت کے لئے ایک زبردست روکاوٹ ثابت ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اوائل نومبر ۱۹۳۰ء میں مولوی محمد علی صاحب نے "برادران اسلام سے اپیل" کے عنوان سے جو ٹریکٹ شائع کیا۔ اس میں بھی لکھا۔

"بعض دلوں میں اب تک یہ خیال جاگزیں ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور اس وجہ سے وہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

پھر ۱۹۳۱ء کے لئے جو قومی پروگرام مرتب کیا۔ اس میں لکھا۔

"مسلمانوں کی تکفیر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ کا دروازہ کھولنا جماعت کی ترقی میں سخت روک ہے۔ اور یہ مسائل مسلمانوں کی قوت کو پاش پاش کرتے ہیں۔ اسلئے ان کا مقابلہ بھی ہر ایک احمدی کے فرائض میں داخل ہے"

اس کے علاوہ پیغامی مجاہدین کو ارشاد فرما رکھا ہے۔ کہ "توسیع جماعت کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ اس غلط تعلیم کا مقابلہ کیا جائے۔ جو فریق قادیان پھیلا رہا ہے"

پیغامی لٹریچر کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ کہ جناب امارت مآب سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے پیغامی تک عام مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کرنے اپنے آپ کو ان کا منظور نظر بنانے اور ان کی خیرات و زکوٰۃ کا مستحق ثابت کرنے کے لئے اپنی ہر تقریر و تحریر میں کھینچ تان کر یہ بات ضرور لے آتے ہیں۔ کہ قادیانی عام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا مانتے ہیں۔ لیکن غیر مبایع ان عقائد سے سخت بیزار ہیں۔ اور ان کے خلاف جہاد کرنا ان کے فرائض میں داخل ہے۔ چنانچہ "برادران اسلام سے اپیل" میں "حضرت امیر ایدہ اللہ" فرماتے ہیں۔

"مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیروؤں کے اس وقت دو فریق ہیں۔ ایک فریق جو جماعت احمدیہ لاہور کے نام سے موسوم ہے۔ انہی صحیح عقائد پر قائم ہے۔ جن کی تعلیم بانی اسلام نے دی تھی۔ اور دوسرا فریق قادیانی ہے۔ جنہوں نے غلو کرکے بانی سلسلہ کو نبی کا مرتبہ دیا ہے۔ اور اس نئی نبوت کے قائم کرنے کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ وہ دنیا کے تمام کلمہ گو مسلمانوں کو جو ان کے ساتھ نہیں کافر کہتے ہیں" (پیغام صلح ۱۱ر نومبر ۱۹۳۰ء)

جبکہ غیر مبائع یہ کہتے ہیں۔ کہ جماعت قادیان کے عقائد سلسلہ کی ترقی میں سخت "روک" ہیں۔ اور لوگ "اس وجہ سے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے سے انکار کرتے ہیں" کہ ان کے "دلوں میں ابتک یہ خیال جاگزیں ہے" کہ "حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا" اور پھر وہ سترہ سال سے متواتر اور مسلسل اس ظلم عظیم اور جرم صریح سے لوگوں کو آگاہ کرتے اور اس سے اپنی براءت و بیزاری کا اظہار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ تو چاہیئے تھا۔ جہاں تک "توسیع جماعت" کا تعلق ہے۔ انہیں بے حد کامیابی حاصل ہوتی۔ کیونکہ بقول ان کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور تکفیر اہل قبلہ کی "سخت روک" ان کے راستہ میں حائل نہ تھی۔ اور وہ لوگ جو اس وجہ سے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے انکار کرتے ہیں" کہ "ان کے دلوں میں اب تک یہ خیال جاگزیں ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا" اطمینان قلب کے ساتھ ان کے ساتھ جو اس "غلط تعلیم" کا پوری طرح مقابلہ کر رہے ہیں۔ شامل ہو جاتے۔ لیکن کیا ایسا ہوا۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ بلکہ پیغامیوں کو سترہ سال کے طویل عرصہ میں جماعت کی ترقی کے لحاظ سے جو کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ اس جماعت کے مقابلہ میں جو "توسیع جماعت کے لئے سخت روک" پیدا کرنے والی تعلیمات اور عقائد کی حامل اور انہیں پورے زور کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے والی ہے۔ قطعاً کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ہماری طرف سے بارہا یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی صحیح تعداد بتائی جائے۔ جنہوں نے قادیان سے جدا ہونے کے بعد سے لیکر آجتک کے عرصہ میں جسے امیر پیغام کامیابی اور فوز عظیم کا زمانہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر بیعت احمدیت کی۔ لیکن پیغام صلح آجتک اس مطالبہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔ اور ایسے لوگوں کی تعداد بتانے کی جرأت نہیں کر سکا جس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ وہ اس قدر قلیل بلکہ اقل ہی۔ کہ یہ لوگ جب اس پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو ان کی گردنیں شرم و ندامت کے مارے خود بخود خم ہو جاتی ہیں۔

اس کے مقابلہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کو جس قدر ترقی حاصل ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ وہ ان فہرستوں سے ظاہر ہے۔ جو شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اور گو وہ مکمل نہیں ہوتیں۔ تاہم معلوم ہو سکتا ہے کس فریق کا قدم آگے بڑھ رہا ہے۔ اور کن عقائد کو دنیا میں قبولیت حاصل ہو رہی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا دعویٰ ہے۔ کہ ان کی پارٹی "انہی صحیح عقائد پر قائم ہے۔ جن کی تعلیم بانی سلسلہ نے دی تھی" لیکن کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ صحیح تعلیم کی حامل اور درست عقائد رکھنے والی پارٹی اس جماعت کے مقابلہ پر جس نے "غلو کرکے بانی سلسلہ کو نبی کا مرتبہ دیدیا" اور اس طرح "جماعت کی ترقی میں سخت روک" پیدا کر دی سخت ناکامی کا منہ دیکھ رہی ہے۔ اور غالیانہ عقائد کو وہ قبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ جو "صحیح تعلیم" کے متعلق ہرگز نظر نہیں آتی۔ پس اگر یہ صحیح ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح تعلیم اور آپ کے پیش کردہ عقائد وہی ہیں۔ جو لاہوری پارٹی پیش کر رہی ہے۔ تو دو باتوں میں سے ایک ضرور ماننی پڑے گی۔ یا تو یہ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش کردہ تعلیم و عقائد میں کوئی ایسی جاذبیت اور کشش نہیں۔ جو لوگوں کے دلوں کو اپیل کر سکے۔ اور عوام کی توجہ اپنی طرف کھینچ سکے۔ یا پھر یہ کہ جو تعلیم اور عقائد لاہوری گروہ پیش کر رہا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ بلکہ وہی عقائد صحیح اور درست ہیں۔ جن پر جماعت احمدیہ قائم ہے۔ اور جیسے سنت اللہ کے مطابق اور اسی رفتار کے ساتھ جو انبیاء کی جماعتوں کی ترقی کے لئے مقرر ہے۔ ترقی ہو رہی ہے۔

دُنیا کا ایک تبلیغی سفر

میں ایک تبلیغی تحریک اور جوش کے ماتحت یہ تحریک شائع کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے خصوصیت کے ساتھ اس سال جماعت کو بہت توجہ دلائی ہے۔ میں اخبارات میں پڑھتا ہوں اور اخبار بین حضرات جانتے ہیں۔ کہ بعض ملکوں کے نوجوان محض ملازمت یا اولوالعزمی کے خیال سے دنیا کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔ بعض پیدل سفر کرتے ہیں بعض سائیکل سوار بعض موٹر سائیکل لیکر۔ آج بھی ڈنمارک اور آسٹریا کے دو نوجوان بمبئی میں کشش کا موجب ہو رہے ہیں۔ جو ۵ر مئی ۱۹۳۰ء کو کوپن ہیگن (پایہ تخت ڈنمارک) سے دنیا کے سفر پر روانہ ہوئے تھے۔ اور اس وقت تک بیس سے زائد ممالک یورپ و ایشیا کا سفر کر چکے ہیں۔ ان لوگوں کی یہ اولوالعزمیاں سیر و سیاحت یا بعض اور مقاصد کے حصول کیلئے ہیں۔ چاہیئے تھا۔ کہ مسلمان جن کے لئے سیروا فی الارض کا ایک ملی حکم ہے کوئی اولوالعزمی اس راہ میں اختیار کرتے اور خصوصاً احمدی جماعت کے نوجوان۔ مگر اب تک اس کے متعلق کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔ میرے دل میں ان حالات کو پڑھ کر ایک لہر بلند ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے بشارت دی۔ کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اگرچہ اس وقت خدا تعالےٰ نے یہ سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ آپکا نام آفاق میں پہنچ گیا۔ اور حضرت اولوالعزم کے عہد خلافت کی برکات میں سے یہ بڑا کام ہے۔ مگر باایں ضرورت ہے۔ کہ ایک مستقل سفر محض اس غرض کیلئے کیا جائے۔ میں اب بڈھا ہو گیا ہوں۔ اور میری انتہائی اور آخری خواہش یہی ہو سکتی ہے۔ کہ میں خدا کی مقدس بستی اور اس کے رسول کے تخت گاہ سے باہر نہ جاؤں۔ لیکن میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں۔ لا تعلم نفس بای الارض تموت ساری دنیا کے فرزندوں کی اولوالعزمیوں کو دیکھ کر میرے دل میں جوش اٹھتا ہے۔ کہ میں اس قسم کا ایک سفر محض تبلیغی اغراض کے لئے کروں۔ اور دنیا کے تمام حصص میں پھر کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام آپکے ایک حواری کی حیثیت سے پہنچاؤں۔ اور اس طرح پر تمام ممالک کی ایک سرسری ایسے طور پر کروں۔ کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ہر ملک میں کیا مواقع ہیں۔ اس کی راہ میں کیا روکیں ہو سکتی ہیں۔ وہ کس طور پر دور کی جا سکتی ہیں وغیرہ۔ میں اپنی اسی نیت اور ارادے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں یہ سفر ایک موٹر کے ذریعہ کیا جائے۔ پیدل چلنے یا سائیکل چلانے کی طاقت نہیں۔ میرے ساتھ کم از کم دو ایسے نوجوان ہوں جو موٹر چلانے اور اسکی مرمت کا مزدورانہ کام جاننے والے ہوں۔ اور جفاکشی کی عادت رکھتے ہوں۔ اور اس کے ساتھ وہ محض خدا کی رضا اور تبلیغ سلسلہ کے لئے اپنی نیت کو خالص کر سکیں۔ ایسے رفقاء کے میسر آ جانے پر حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت

مسلمانان بمبئی کی عید کیلئے تیاریاں

مفلوک الحال مسلمانوں کا اسراف اور دین سے بے رغبتی

(۱)

کچھ عرصہ گزرتا ہے۔ کہ الفضل میں میرے تاثرات و مشاہدات کا ایک سلسلہ شائع ہوا تھا۔ احباب نے اسے پسند فرمایا۔ اور بعض نے مجھے پیہم لکھا۔ کہ میں اس سلسلہ کو جاری رکھوں۔ میں نے اسے بند کر دیا۔ اس لئے کہ میں نے دل کو ٹٹولا تو اس میں اس پسندیدگی کے اظہار اور اجرا کی تحریک میں ایک خفی سی ادعجز کی جیک کو محسوس کیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اگر لکھتا ہوں تو اس تحریک اور تعریف کے لئے لکھتا ہوں۔ وہ جوش جو پہلے تاثرات کی تحریر کا محرک تھا۔ نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ میں نے سمجھا۔ کہ یہ کن کی کی بیماری پیدا کرنا اچھا نہیں۔ ایک ہی وجود ایسا ہے۔ کہ ہم ہر وقت اس کی باتوں کو سننے کے محتاج اور منتظر رہ سکتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور وہ حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود ہے (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) اس جذبہ کو لے کر میں نے قلم رکھدیا۔ اور اس پر ایک لمبا وقت گذرنے دیا۔ وہ احباب بھی جو تاثرات کے لکھنے کے عادی ہونا چاہتے تھے ٹھنڈے ہو گئے۔ آج الحمد للہ میں پھر اسی جوش و صدق کے ساتھ اس سلسلہ کو لکھنے کی توفیق پاتا ہوں۔ الحمد للہ علے ذالک

(۲)

کل ۲۶ رمضان کا دن تھا۔ میں نے اپنے دن کو معمولی مشاغل کے ساتھ ختم کرتے ہوئے۔ ارادہ کیا۔ کہ آج بمبئی کی رات کو دیکھوں اور معلوم کروں۔ کہ مسلمانوں کی یہ رات یہاں کس طرح گذرتی ہے اس مقصد کے لئے میں نے آدھی رات کا پہلا حصہ وقف کر دیا۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا۔ اسے بیان کرتا ہوں۔ میں نے اپنے دورہ کے پروگرام کو بھنڈی بازار سے شروع کیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ کپڑے والوں کی دوکانوں پر جفت فروش اور کلاہ فروش سٹالوں پر اس قدر ہجوم ہے کہ وہاں سے گذرنا آسان نہیں۔ یہ رات کے آٹھ بجے کے قریب کا وقت تھا۔ جوتوں اور ٹوپیوں کی دوکانوں پر تو فی الحقیقت ایک محشر بپا تھا۔ ہر شخص یہ کوشش کرتا تھا۔ کہ سب سے پہلے میں خرید لوں۔ مبادا مال ختم ہو جائے اور میری عید نئی ٹوپی اور نئی جوتی کے بغیر ہو۔ میں ایک دوکان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور اس نظارہ کو دیکھنے لگا۔ میرے دماغ نے اپنا کام شروع کیا۔ میرے فکر میں گذرا۔ کہ آج وہ رات ہے۔ جو ہماری زبان پر لیلۃ القدر ہے۔ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ اس رات کے برکات اور فیوض حاصل کرنے کے لئے ہمیں کچھ فکر نہیں۔ اگر کوئی فکر اور تڑپ ہے۔ تو جوتی اور ٹوپی کی ہے۔ میں نے ان جوتیوں کو دیکھا تو ان کا ایک کثیر حصہ جاپان سے ہندوستانیوں کے لئے آیا تھا۔ ٹوپیوں کو دیکھا۔ تو آسٹریا کی بنی ہوئی تھیں۔ ہندوستان کی ساختہ بھی تھیں لیکن بڑی مقدار آسٹروی ٹوپیوں کی تھی۔ جن کو یہاں ترکی ٹوپی کہتے ہیں اور جسکو ترکی والے انگریزی ٹوپی سے تبدیل کر چکے ہیں۔ میں نے ٹوپیوں اور جوتیوں کی اسی تگ و دو میں مسلمانوں کو مصروف دیکھا تو

کلاہ خسروی و تاج شاہی - بہر کلی کے رسد حاشا وکلّا

میری نظر کے سامنے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کا نظارہ آ گیا۔ جو سروں سے ننگے تھے۔ ان کے سروں کے لئے کوئی ٹوپی اور پگڑی میسر نہ تھی۔ جاپان یا دوسرے مقامات کے بنے ہوئے جوتوں کا تو انہیں وہم بھی نہ آسکتا۔ نہ صرف یہ کہ وہ سر اور پاؤں سے ننگے تھے۔ بلکہ تن پوشی کے لئے بھی ان کے پاس کپڑا نہ تھا۔ میں غلطی کر رہا ہوں۔ تن پوشی کہاں ستر پوشی کے لئے بھی کافی کپڑا نہ تھا مگر ان کی خواہشوں اور امنگوں کی انتہا جوتیوں اور ٹوپیوں تک نہ تھی۔ بلکہ ان کا مقصد وحید خدا کی رضا تھی۔ اور وہ پیغام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ان کو ملا تھا۔ اسے آکناف عالم میں پہنچانا تھا۔ وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں دیوانوں کی طرح عرب کے ریگستان سے اٹھے۔ اور سلطنتوں کے تاجوں نے ان کے سر پر نثار ہونا۔ اور حکومتوں کے تختوں نے ان کی پابوسی کو اپنا فخر سمجھا۔ زمین نے اپنے خزانے کو اگل دیئے اور قیصر و کسریٰ کی حکومتوں نے ان ننگے سروں پر کیانی اور قیصری تاج رکھدیے

میں دیر تک اس نظارہ کو دیکھتا رہا۔ اسلامی تاریخ کے ورق میری نظر کے سامنے یکے بعد دیگرے الٹنے لگے۔ وہ بیڑا جو سیل حوادث سے بے پروا ہو کر عرب کے ریگزاروں سے گذر کر سمندروں کو چیرتا ہوا ہسپانیہ تک جا پہنچا تھا۔ وہ جمنا کے کنارے ایک آباد قلعہ کے نیچے ڈوب گیا دہلی کے تاج و تخت نے اپنی بیزاری کا اعلان کر دیا۔ کہ خدا کے حضور نہ جھکنے والے سر اور اس کی راہ میں نہ چلنے والے نامبارک قدم مجھے نہیں چاہئیں۔ یہ اس کے لائق نہیں رہے۔ اٹھو نکلو۔ جاؤ۔ اور تباہ ہو جاؤ۔ مگر عاقبت نااندیش قوم خدا تعالےٰ کی اس تنبیہ سے بیدار نہ ہوئی۔ اس نے اپنی غلطیوں کی تلافی کی کوئی کوشش نہ کی۔ اور اب پون صدی کے گذرنے کے بعد اور بھی مقصد سے دور ہو رہی ہے۔ نادان بچوں کی طرح ٹوپیوں اور جوتیوں کے فکر میں ہے۔

میں نے پھر ایک بار ان دوکانوں اور سٹالوں کو دیکھا۔ اور حسرت سے دیکھا۔ کہ آج کی شب تو خدا تعالیٰ کے بہترین انعامات اور برکات کو لیکر آ رہی ہے۔ مگر مسلمان سمندر کے کنارے گھونگے اور سیپیاں چننے والے بچے کی طرح اپنی سفلی اور سطحی اغراض میں مست ہیں۔ اور لیلۃ القدر کے استقبال کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور انابت اور خشوع کے ساتھ نہیں جا رہے۔ بلکہ ٹوپیوں اور جوتیوں کی چمک دمک لیکر جانا چاہتے ہیں جنکی وہاں کوئی قدر نہیں۔

(۳)

آج کا دن ملک کے ایک سیاسی خادم پنڈت موتی لال نہرو کے شرادھ کے طور پر منایا گیا تھا۔ اس کے لئے اس قوم نے جسکو غلام کہا جاتا تھا (میں دنیا کے کسی فرد کو غلام نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ نفس انسانیت کا مقام بہت بلند ہے۔ اور یہ اسلام کی تعلیم ہے۔) انہوں نے اپنے مقصد کے لئے روزہ رکھا۔ نمائش اور نمود کے لئے ذخیرہ کرنے والے سامانوں سے اپنے آپ کو جدا کیا۔ اور دن بھر اپنی مجلس میں اور اپنے خلوت کدوں میں انہیں اس دھن اور آرزو کے سوا کچھ خیال نہیں آیا۔ [illegible] حصول مقصد کے لئے یہ ایک ضروری چیز ہے۔ ہم نے اس نظارہ کو دیکھا اور باوجودیکہ ہم نے لیلۃ القدر کے فضائل مسجدوں کے منبروں پر سے بہت بلند آواز سے سنے۔ اور بیان کرنے والوں نے اپنی تقریر کی تمام خوبیوں کو جمع کیا۔ لیکن ہم وہاں سے آئے اور یا تو سیر و تماشا میں مصروف ہو گئے۔ اور یا استقبال لیلۃ القدر کے لئے ٹوپیوں اور جوتیوں کی تلاش میں۔ آسمان کے فرشتے ایسے لوگوں کے لئے کیا کہیں گے تمہارے سر تاج کے اور تمہارے پاؤں تخت کے قابل نہیں جاؤ۔ آسٹریا کی ٹوپیوں اور جاپان کی جوتیوں سے انہیں آلودہ کرو۔ میں اس نظارہ کو دیکھتا ہوا آگے چل دیا

(۴)

میں وہاں سے نکلا اور دور جا کر نکلا۔ کیونکہ مجھے وحشت ہونے لگی تھی ایک دو مقامات پر ایک اور اژدہام دیکھا۔ میں اس میں گھسا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ عید کارڈوں کا ایک فرش بچھا ہوا ہے۔ اور بہت بڑی بھیڑ اس میں سے اپنے لئے عید کارڈ منتخب کر رہی ہے۔ میں نے ان عید کارڈوں میں سے بعض کو دیکھا۔ ان میں عشق و اشتیاق وصل و ہجر کے اشعار تھے۔ بیت الحرام اور مدینہ طیبہ کی تصاویر تھیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ اگرچہ یہ کھلونے ہمارے بدیشی تو نہیں۔ مگر افراد قوم نے بہت ظلم تیار کئے ہیں۔ برادران وطن نے چھاپ کر اور تیار کر کے دیدیئے ہیں۔ کہ اگر تمہارے گھروں میں کچھ باقی ہے۔ تو آؤ اس کے بدلے یہ کھلونے لے لو۔ اور نادان قوم کے بھوکے افراد نے اپنی جیبوں سے سکے نکال دیئے اور یہ کاغذ کے ٹکڑے خرید لئے۔ اور خوش ہیں۔ کہ ہم نے عید کارڈ خرید لئے۔ انکا بہت سا ذخیرہ جرمنی سے چھپ کر آیا ہے۔ اگر ہندوستان

میں ایک کروڑ کارڈ کی بھی کھپت ہو۔ تو کم و بیش ہر دو عیدوں پر تیرہ چودہ لاکھ روپیہ مسلمانوں کی جیب سے ایک ایسے مصرف پر نکل جاتا ہے جس کا کوئی مادی یا اخلاقی فائدہ قوم یا افراد کو نہیں پہنچتا۔ مگر میرا یہ تخمینہ نہایت سرسری ہے۔ بعض کارڈ جو خواص کی استعمال کے لئے آتے ہیں۔ یا کارڈوں کی بجائے خطوط استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کی قیمتوں میں فرق ہوتا ہے۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ میں یہ کم سے کم اندازہ کرتا ہوں۔ یہ بدعت اب عام ہو گئی ہے۔ اور مسلمان راہنما اور قائد قوم کی مالی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے اس قسم کی بدعات کے روکنے کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ اِس تقریب پر صدقہ فطر جو ضروری چیز ہے۔ اس کے دینے میں پس و پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن عید کارڈ کم از کم ایک درجن ضرور خریدنے چاہئیں۔ مَیں نے اس خرید و فروخت کے سلسلہ کو دیکھا۔ اور کہا۔ ایک زمانہ تھا۔ ہم اتباع سنت کے دلدادہ تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسا عاشق رسول اس حد تک سنت کی اتباع کا شوقین تھا۔ کہ اگر کسی مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی پتھر سے ٹھوکر لگی ہوتی۔ تو وہ محبت رسول میں فنا شدہ وجود اسی مقام ... [illegible] اور اب ہم بعینہٖ انہیں کلیسیا کی تقلید کر رہے ہیں۔ کرسمس اور نوروز کی تقریب پر اس قسم کے کارڈوں کا تبادلہ ایک ضروری ... ہے۔ ہم نے اس دن کی خصوصیات کو تو ترک کر دیا۔ یا اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ مگر عید کارڈ بھیجنا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ کیا ہندوستان کے بے شمار مسلمان لیڈروں اور آئے دن قائم ہونیوالی انجمنوں کی آواز میں کوئی اثر اور طاقت ہے۔ کہ وہ اس بدعت کو کم از کم عید اضحیٰ کی تقریب ہی پر روک کر مسلمانوں کو صحیح راستہ پر چلائیں۔ تنظیم کے شاندار جلوس اور خلافت کانفرنس کے کارناموں کی تفصیل آئے دن ہم پڑھتے اور سنتے ہیں۔ کیا ان انجمنوں کو یہ احساس ہے۔ کہ مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ نصرانیوں کی اتباع میں ضائع ہو رہا ہے۔

مَیں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر صرف عید کارڈوں کا روپیہ جمع کیا جائے۔ تو ایک یونیورسٹی قائم ہو سکتی ہے۔ ہماری جماعت میں خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ بدعت نہیں پھیلی۔ مگر بعض لوگ بغیر اس احساس کے کہ یہ ایک لغو کام ہے۔ عید کارڈ استعمال کرتے ہیں۔ آئندہ کے لئے صیغہ تعلیم و تربیت کو مناسب ہے۔ کہ وہ اس کے روکنے کے لئے ابھی سے اقدام کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) نے حقہ کی ممانعت کی تحریک کی۔ اس پر اکثروں نے حقہ کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح عید کارڈ کی بدعت اور فضول خرچی کے ذریعہ کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ اور اگر دوسری انجمنیں اس کی طرف توجہ نہیں کر رہی ہیں۔ تو اس کے لئے بھی سلسلہ کی ہی طرف سے قدم اُٹھایا جائے۔ اور ایک عام اعلان اس کے انسداد کے لئے شائع کیا جائے۔ ہو سکتا ہے۔ اس پر دوسری انجمنوں کے ذمہ وار ارکان کے بھی دستخط ہو جائیں۔ بہر حال مَیں نے اس نظارہ کو دیکھا۔ اور ایک سرد آہ بھر کر آگے چلدیا۔ یہ کہتے ہوئے۔ کہ مسلمان حقیقت سے دور ہو کر کھلونوں پر خوش ہو رہے ہیں۔

(۵)

میں ان حالات کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھا۔ اور اب مَیں نے چاہا۔ کہ کوچہ و بازار کو چھوڑو۔ آؤ خدا کے گھر کو دیکھیں۔ کہ وہاں مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ اور وہاں لیلۃ القدر کے اکرام و احترام میں کیا ہو رہا ہے۔ میں ایک مسجد کے دروازہ پر پہنچا۔ تو دیکھا۔ کہ مسلمان بھکاریوں اور گداگروں کی ایک بڑی تعداد آزادی اور بے فکری کے ساتھ جمع ہے۔ ان میں بچے۔ جوان۔ بوڑھے۔ عورتیں اور مرد سب شامل تھے۔ اِدھر آنے جانے والے پر ان کی یورش مختلف صداؤں اور آوازوں کے ساتھ ہوتی تھی۔ میں ان کے حلقہ میں کھڑا ہو کر کبھی خدا کے گھر کو دیکھتا تھا۔ کبھی اپنے ان بھائی بندوں کو کہ ... [illegible] ... توم (کنتم خیر امۃ) کی مصداق قوم کے افراد ہیں۔ اور خدا کے گھر (مسجد) میں پہنچکر بھی ان کی جبین نیاز خدا کی درماندہ مخلوق کے سامنے جُھکتی ہے۔ اور ان کے ہاتھ اللہ (جو تمام قوتوں اور قدرتوں کا مالک ہے) کی طرف نہیں بلکہ انسان کی طرف جو ہمہ عجز اور ضعف ہے۔ اُٹھتے ہیں۔ اور جو خشوع و خضوع ان میں اس درماندہ مخلوق سے مانگنے کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ وہ خدا کے لئے پیدا نہیں ہوتا۔ یہ دوسروں کو مسجد میں جاتے دیکھتے ہیں مگر ان کے قدموں میں اتنی قوت نہیں۔ کہ خود اندر تک جائیں۔ ان کی حس اتنی مُردہ ہو چکی ہے۔ کہ دیکھ کر بھی انہیں تحریک نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے پیشہ گداگری کی کامیابی کے لئے بھی انہیں جوش نہیں آتا۔ کہ اگر مسجد کے اندر جا کر نماز پڑھیں گے۔ تو شاید دوسروں کو سوال کرتے وقت تحریک میں آسانی ہو۔ میں اس فطرت پر غور کرنے لگا۔ اور مجھے اپنی سوچ بچار میں یہ نظر آیا۔ کہ جب انسان خدا تعالےٰ کے دروازہ کو چھوڑ کر مخلوق کی دروازہ پر گرتا ہے۔ تو رفتہ رفتہ اس کی حس ایمان باطل ہو جاتی ہے۔ اسے یہ یقین ہی نہیں آ سکتا۔ کہ فی السماء رزقکم وما توعدون کا وعدہ سچا ہے۔ ان کی زبان سے خدا کا نام نکلتا ہے۔ وہ اپنے معطی کو کہتے ہیں۔ کہ خدا تمہارا بھلا کرے۔ تمہاری تمام مرادیں پوری کرے۔ مگر وہ خود ایسے خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ جو ان کی طرح اپاہج ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی قدرت نہیں۔ ورنہ کیا بات ہے۔ کہ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا دوسروں کی مرادیں پوری کر سکتا ہے۔ تو کیوں خود اسی سے نہیں مانگتے۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ برابر اپنی آہ و زاری میں رُکتے نہیں۔ وہ اپنے دست سوال کے پھیلانے میں تھکتے نہیں۔ انہیں ایک غیر منقطوع امید ہے۔ کہ ضرور ملیگا۔ اور اپنی ضعف و ناتوانی کے اظہار سے زبان نہیں تھکتی۔ یہاں تک کہ وہ آخر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس روح کا مطالعہ کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ گداگر خدا تعالیٰ کے دروازہ پر جانے کے لئے ایک نمونہ کا سبق ہیں۔ خصوصاً جبکہ وہ خدا کے گھر (مسجد) کے دروازہ پر بیٹھے ہوں۔ ان سے سبق ملتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سے مانگنے کے لئے کس رنگ کو اختیار کرنا چاہیئے۔ مَیں نے ایک آواز کو سُنا۔ جو میرے کانوں میں گونجی۔ اور وہ یہ تھی منگے سو مر رہے مرے سو منگن جائے۔ مَیں نے اس آواز کو اپنے کانوں میں آتے سُنا۔ اور دل میں ایک درد اُٹھا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر میرے سامنے آکھڑی ہوئی۔ آپ دعا کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے یہی مثال دیا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد مجھے ایک مجسم صورت میں نظر آیا۔ مَیں نے ان گداگروں کو دیکھا۔ کہ یہ ایک سبق ہیں ان لوگوں کے لئے جو مسجد میں جا رہے ہیں۔ کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے ایک موت وارد کرو۔ مایوسی تمہارے وہم میں بھی نہ آئے۔ تمہاری استقامت اور استقلال میں فرق نہیں آنا چاہیئے۔ اگر استقلال کے ساتھ مانگتے رہو گے۔ تو ایک دن گوہر مقصود پا لو گے۔ دیکھو! ہم ایک عاجز انسان سے سوال کرتے ہیں۔ وہ دھتکارتا ہے۔ منہ بناتا ہے۔ بظاہر انکار کرتا ہے۔ مگر ہماری متواتر درخواست اور پیہم التجا آخر اس کے ہاتھ کو جیب میں ڈالنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اور کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات ان تمام نقائص سے پاک ہے وہ بے نظیر دانا اور کریم محسن ہے اس کے دروازہ سے ناامید مت ہو۔

مَیں نے ان خاک نشینان در مسجد کی صورتوں میں اس سبق کو پڑھا۔ اور اپنے محسن آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد "مانگے سو مر رہے مرے سو منگن جا" کو دہرایا اور اندر داخل ہوا۔ (عرفانی از بمبئی)

میانی میں مسلمانوں کی حق تلفی

مسلمانوں کی ہر سرکاری محکمہ میں قلت ہی۔ اور وہ حق تلفی کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ حکومت کو بار بار توجہ دلائی جا چکی ہے مگر ابھی تک قطعاً توجہ نہیں کیگئی۔ مسلمانوں کی شدید "حق تلفی" کی ایک مثال ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

یہاں میانی ضلع شاہ پور میں ایک مڈل سکول میونسپل کمیٹی کے ماتحت چل رہا ہے۔ اس کی حالت یہ ہی۔ کہ ہیڈ ماسٹر ہندو۔ سیکنڈ ماسٹر ہندو۔ اسیسٹنٹ تھرڈ اور فورتھ ماسٹر ہندو۔ بلکہ سوائے ایک مسلمان ٹیچر کے تمام عملہ ہندو استادوں کا ہی۔ دس ٹیچروں میں ایک مسلمان اور وہ بھی پرائمری جماعت کو پڑھانے والا ہے۔ سکول میں مسلم طلباء کی تعداد کے مقابلہ میں ہندو ایک چوتھائی ہیں۔ لیکن نصف صدی سے آج تک کوئی مسلمان ہیڈ ماسٹر یا سیکنڈ ماسٹر یہاں نہیں لگایا گیا۔ بلکہ کمیٹی کا تمام عملہ۔ سکرٹری، سپرنٹنڈنٹ، اسسٹنٹ وغیرہ ہندو ہی ... [illegible] ... [illegible] (خاکسار ... نذیر احمد ... میانی ضلع شاہ پور)

بائیبل اور وید کی الہامی حیثیت

ایک الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی ہر بات وزن دار اور معقولیت سے لبریز ہو۔ اور عقل کی کسوٹی پر پوری اترتی ہو۔ کیونکہ اگر کوئی ایسی کتاب ہو۔ جسے گو دنیا کا ایک طبقہ اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں یا رسم و رواج کی پابندی کے ماتحت یا عادتاً الہامی قرار دیتا ہو۔ مگر اس میں باتیں ایسی درج ہوں۔ جو معمولی انسانی واقفیت کے لحاظ سے بھی غلط ہوں۔ تو ایسی کتاب کو الہامی نہیں۔ قرار دیا جا سکتا۔ اور کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ انسانوں کی دست برد کا شکار ہو چکی ہے۔ اور ایسے انسانوں نے اس میں تغیر و تبدل کیا ہے۔ جو عام عقل و سمجھ سے بھی عاری تھے۔

اس بات کو مدنظر رکھ کر جب ہم غیر مذاہب کی الہامی کتب دیکھتے ہیں۔ تو ان میں عجیب و غریب باتیں لکھی ہوئی پاتے ہیں۔ مثلاً بائیبل میں ایسی باتیں مندرج ہیں۔ جو عقلاً بالکل باطل ہیں۔ ان کا علیم و خبیر خدا کی طرف منسوب کرنا تو الگ رہا۔ سمجھدار انسانوں کی طرف منسوب کرنا بھی محال ہے خدا قدوس ہستی ہے۔ اس کی طرف یہ امر منسوب کرنا۔ کہ وہ ایسی باتیں کہدے۔ جو امر واقع کے خلاف ہو۔ بالکل غلط ہے۔ بہر حال ہمیں کہنا پڑیگا۔ کہ یہ انسانی ہاتھوں کے کرشمے ہیں۔ بائیبل میں لکھا ہے

"خرگوش کہ وہ جگالی تو کرتا ہے۔ پر اس کا کھر چرا ہوا نہیں ہے"

(احبار ۱۱/۶)

کیا خرگوش جگالی کرتا ہے؟ کیا کوئی عیسائی ہے جو یہ ثابت کر سکتا ہو۔ کہ بائیبل کا یہ بیان صحیح ہے۔ اگر نہیں۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ اس الہامی کتاب میں یہ کیوں لکھا گیا۔ کیا خدا کو اپنے پیدا کئے ہوئے خرگوش کے متعلق اتنا بھی علم نہ تھا۔ کہ وہ جگالی کرتا ہے۔ یا نہیں۔ اگر تھا۔ تو موجودہ بائیبل اس کا کلام نہیں ہو سکتی۔ جس میں ایسی ناواقفیت اور جہالت کی بات درج ہے۔

اسی طرح وید میں لکھا ہے

"آج بکرا وغیرہ جانوروں کے بیچ سے یعنی لائق چیز کا چکنا حصہ یعنی گھی دودھ وغیرہ نکلا ہوا لیویں" (دیانندی تفسیر یجروید ادھیائے ۲۱ منتر ۴۳)

گویا ویدک ایشور بتا رہے ہیں۔ کہ بکرے سے نکلا ہوا گھی دودھ لینا چاہیئے۔ "بھارت ماتا" میں تو اب تک ایسے بکرے پیدا نہیں ہوئے پھر معلوم نہیں۔ ویدوں کو ایشوری گیان سمجھنے والے کہاں سے ایسا گھی دودھ حاصل کرتے ہیں۔ کیا آریہ صاحبان ایسے بکروں کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

اسی طرح بائیبل میں لکھا ہے۔

"پھر خداوند نے کہا۔ اس لئے کہ سدوم اور عمورہ کا چلانا بلند ہوا۔ اور ان کا جرم نہایت سنگین ہو گیا ہے۔ میں اب اتر کے دیکھونگا کہ انہوں نے سراسر اس چلانے کے مطابق جو مجھ تک پہنچی ہے کیا ہے۔ یا نہیں۔ اور اگر نہیں کیا۔ تو میں دریافت [illegible] پیدائش ۱۸/۲۰-۲۱)

وید میں لکھا ہے۔

"جو سوم لتا وغیرہ بوٹیاں بھومی (یعنی زمین) وغیرہ سے تین برس پہلے کامل سکھ دینے والی عمدہ پیداوار ظاہر ہوئیں"

(تفسیر دیانندی یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۵)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ بائیبل کے نزدیک خدا ایک ایسی مجسم ہستی ہے۔ جس کا کسی بلند جگہ قیام ہے اور جسے دریافت حالات کے لئے وہاں سے اتر کر نیچے جانا پڑتا ہے۔ لیکن یہ ایک علیم و خبیر اور محیط کل ہستی کی شان کے قطعاً خلاف ہے۔ پھر وید کے حوالہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ

گویا دنیا میں ایسی بوٹیاں موجود ہیں۔ جو زمین کی پیدائش سے بھی تین برس پہلے پیدا ہو گئیں۔ مگر جب کہ زمین اس وقت پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔ تعجب ہے۔ وہ بوٹیاں کس جگہ پیدا ہو گئیں۔ ایسی لاطائل باتوں کو دیکھتے ہوئے۔ یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ بائیبل اور وید کی الہامی حیثیت قطعاً قابل اعتنا نہیں ہے۔ بے شک ایک زمانہ ایسا تھا۔ جب ان کتب کے ذریعہ لوگوں کی روحانی اصلاح ہوئی۔ اور وہ اپنے معبود کے آستانہ پر جھکے مگر اب ان کی مثال ایک ایسے چشمہ کی سی ہے۔ جس کا پانی گدلا ہو چکا ہو اسی لئے خدا تعالے نے دنیا میں اور پانی نازل کیا۔ جس نے مردوں کو زندہ کر دیا۔ اور وہ جو پیاس سے جاں بلب ہو رہے تھے۔ ان میں تازگی اور شگفتگی پیدا کر دی۔ وہ آب زلال قرآن ہے۔ جس نے عالم کا رنگ ہی پلٹ دیا۔ یہی کتاب ہے۔ جس میں تمام باتیں ایسی جمع ہیں۔ جو حق حکمت سے لبریز اور صداقت کے معیار پر پوری اترنے والی ہیں۔ یہی کتاب ہے جس نے دعویٰ کیا۔ وانہ لکتٰب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید الخ یہ وہ بے مثال کتاب ہے۔ جسے نہ پہلے علوم باطل ٹھہرا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی آیندہ ظاہر ہونے والے علوم اس کی تکذیب پر قادر ہو سکیں گے کیونکہ یہ حکیم و حمید کا نازل کردہ کلام ہے۔ اس نے ہر بات ایسی رکھی جو حق اور حکمت سے پر ہے۔ پس جب کہ قرآن کا سورج طلوع ہو گیا۔ تو اس کے مقابل پر ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی کیا ہستی۔ کیا ایک شمع قمقموں کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اور کیا ایک دیا خدا کے چمکتے ہوئے سورج کے مقابلہ پر ٹھہر سکتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی بے مثال تعلیمات کے مقابل پر نہ وید کی کوئی حقیقت ہے۔ اور نہ ہی بائیبل کی۔ ان کے ماننے والے اس لئے نہیں مانتے۔ کہ انہیں کوئی روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ اس لئے مانتے ہیں۔ کہ ان کے باپ دادے مانتے چلے آئے ہیں۔ وید کے ماننے والوں میں تو ۹۹ فیصدی لوگ ایسے ہونگے۔ جنہوں نے ویدوں کی شکل بھی نہیں دیکھی ہوگی۔ ان میں جو کچھ لکھا ہے اس کا پڑھنا اور پھر اس سے مستفیض ہونا۔ تو بہت دور کی بات ہے۔ لیکن ویدوں کے گن گاتے نہیں تھکتے۔ کاش یہ لوگ ضد اور تعصب کو چھوڑ کر حق و صداقت کی تلاش کریں ۔

دہلی میں تبلیغ اسلام

جنوری۔ فروری۔ مارچ کے مہینے دہلی میں تبلیغ کے لئے نہایت موزون ہوتے ہیں۔ اس سہ ماہی میں ہندوستان کے ہر ایک حصہ کے نمائندے تشریف لاتے ہیں۔ والیان ریاست کی بھی کونسل ہوتی ہے۔ یہ ایسا موقعہ ہے۔ کہ جماعت پورے زور سے تبلیغ میں مصروف ہو۔ تو تمام ہندوستان میں حق کی آواز پہنچائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ماہ اپریل میں سب اپنے اپنے صوبوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ ایک نیک اثر تبلیغ کا لے کر جاتے ہیں۔ اور جو ٹریکٹ دیئے جائیں۔ وہ فرصت میں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ بعض اصحاب اسمبلی اور ممبران کونسل آف سٹیٹ سے ملاقات ہونے پر معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے گذشتہ سال کے ٹریکٹ وغیرہ خوب غور سے پڑھے۔ اور بعضوں نے اس خاکسار کو خود یاد فرمایا۔ اور دیگر کتب وغیرہ طلب فرمائیں۔ چنانچہ اس سال بھی کافی تعداد میں ٹریکٹ و کتب۔ ممبران اسمبلی و کونسل آف سٹیٹ و ممبران مسلم لیگ میں تقسیم کی گئیں۔ اور دوران ملاقات میں تبلیغ بھی کی گئی۔ علاوہ ازیں انجمن احمدیہ دہلی کی طرف سے ماہواری ٹریکٹ نہایت مفید ثابت ہوا ہے جو کہ ہزارہا کی تعداد میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور جن کی مانگ باہر کے صوبوں سے برابر جاری ہے۔

دہلی میں کئی ایک پبلک ریڈنگ روم ہیں۔ جن میں اخبار سن رائز جاری کرا دیا گیا ہے۔ مثلاً ہارڈنگ لائبریری۔ دار المطالعہ اسلامیہ ہائی سکول۔ مسجد فتحپوری۔ و عربک کالج لائبریری وغیرہ وغیرہ۔ لائبریری مسجد فتحپوری میں اخبار الفضل بھی آ رہا ہے۔ الحمد للہ کہ اب احمدی جماعت سے وہ تعصب نہیں رہا۔ لوگ شوق سے ان اخبارات کو پڑھتے ہیں۔ اور ہمارے اخبارات کے مندرجہ بالا سب لائبریریوں میں باقاعدہ فائل رکھے جاتے ہیں۔ دار المطالعہ احمدیہ میں سلسلہ کے تمام اخبارات منگوائے جاتے ہیں۔ جن کا خرچ انجمن احمدیہ دہلی برداشت کر رہی ہے۔

حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سن رائز کی ایجنسی قائم کی گئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی دعا سے بہت بابرکت ثابت ہو رہی ہے اخبار فروخت ہو رہا ہے۔ اور روز بروز زیادتی ہے۔ مستقل خریدار بھی ہر ہفتہ ایک دو بن رہے ہیں۔

امیر جماعت بابو اعجاز حسین صاحب۔ مولوی اکبر علی صاحب جنرل سکرٹری۔ مولوی عبد الحمید صاحب سکرٹری تبلیغ۔ مولوی عبد المجید صاحب سکرٹری تعلیم سب کاموں میں خصوصیت سے دلچسپی لیتے ہیں۔ احباب سب دوستوں کے لئے دعا فرمائیں ۔

(خاکسار۔ غلام حسین احمدی از دہلی)

پنجاب میں پنچائتوں کی کارگزاری

پنجاب میں پنچائتوں کی کارگزاری کی سالانہ رپورٹ بابت سال ۱۹۲۸-۲۹ء سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے۔ کہ کام بہت مفید پیمانہ پر ہو رہا ہے اور اس صوبہ کی دیہاتی آبادی ان مواقع کی اہمیت کو سمجھنے لگی ہے۔ جب سے قانون پنچائت کے نفاذ کی بدولت اس ملک کی قدیم خود اختیاری پنچائتوں کو از سر نو وجود میں آجانے کا موقع مل رہا ہے۔ گزشتہ پانچ سال میں پنچائتوں کی تعداد ۳۰۲ سے بڑھکر ۱۰۵۰ تک پہنچ گئی۔ ضلع فیروزپور کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ وہاں ان پنچائتوں کی تعداد ۱۰۵ ہے۔ اس کے بعد ہوشیارپور۔ ملتان۔ اور لدھیانہ آتے ہیں ان میں پنچائتوں کی تعداد بالترتیب ۸۴۔ ۴۴ اور ۴۱ ہے۔ دوسرے دس اضلاع میں سے ہر ایک ضلع میں پنچائتوں کی تعداد دس سے کم ہے اضلاع شملہ۔ کانگڑہ۔ میانوالی و شاہ پور پر ابھی تک اس تحریک کا اثر نہیں ہوا اس کے باوجود اس امر کے متعلق علامات پائی جاتی ہیں کہ پنچائتوں کی تحریک کو بتدریج فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

چند اضلاع کو چھوڑ کر باقی ضلعوں میں نشستوں کی صورت کیلئے کوئی سخت مقابلہ نہیں ہوا۔ ان ۵۵۱ نشستوں میں سے جو پر کی جاتی تھیں۔ ۳۰۷ نشستوں کی صورت میں کوئی مقابلہ ہی نہیں ہوا

صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مقابلہ انتخاب ہی صرف ایک معیار نہیں۔ جس سے پنچائتوں کے نظام کار میں خواہش کی دلچسپی کا اندازہ لگایا جاسکے۔ اور آپ نے اس امید کا اظہار کیا ہے۔ کہ ان قوموں میں جو اس قدیم انسٹی ٹیوشن کی عادی ہیں لوگوں کے قدرتی لیڈر خود بخود منتخب ہوں گے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر ملتان کی رائے میں بھی پنچوں کا بلا مقابلہ انتخاب پنچائتوں کی کامیاب کارگزاری کے لئے نیک شگون ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ بلا مقابلہ انتخابات سے اس جذبہ کا اظہار ہوتا ہے۔ جو اس صوبہ کی دیہاتی آبادی میں اصل انتخاب کی تاریخ سے پہلے ایک متفقہ فیصلہ پر پہنچنے کیلئے آپس میں مل کر بیٹھنے اور باہمی مشورہ کرنے میں کارفرما ہے۔

انبالہ ڈویژن میں ۲۷ پنچائتوں میں سے ۱۷ پنچائتوں نے اپنے انتظامیہ اختیارات استعمال کئے۔ لیکن جالندھر ڈویژن میں اضلاع لدھیانہ و ہوشیارپور نے اس بارہ میں ایک اچھی مثال قائم کی ضلع ہوشیارپور کی ۸۴ پنچائتوں نے اپنے انتظامیہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ۱۰۷ نوٹس جاری کئے اور ۱۶۱ مقدمات میں جرمانہ عائد کیا۔ ضلع لدھیانہ کی بعض پنچائتوں نے اپنے مواضعات کی صفائی انتظامات کی اصلاح میں قابل تعریف دلچسپی لی۔ اور اس ضمن میں لاکھا کی پنچائت خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ لاہور ڈویژن میں یہ اختیارات بہت کم پیمانہ پر استعمال کئے گئے۔ راولپنڈی ڈویژن میں صرف ضلع گجرات کی پنچائتوں نے اپنے اختیارات استعمال کئے اور ۶۵۰ نوٹس جاری کئے۔ ملتان ڈویژن میں ۸۵ پنچائتوں میں سے صرف دس پنچائتوں نے ان اختیارات کو استعمال کیا۔ پنچائتوں کی کل تعداد کی قریباً ۵۳ فیصدی نے فوجداری مقدمات کی سماعت کی۔ ان مقدمات کی تعداد جو پنچائتوں نے فیصل کئے۔ سال زیر تبصرہ میں ۷۴۹ سے بڑھکر ۲۸۹۸ ہوگئی جن میں ۲۸۴۸ اشخاص ماخوذ تھے ۲۵۴۳ ہوگئی۔ جن میں ۷۱۴۵ اشخاص ماخوذ تھے۔ جو مقدمات مجسٹریٹوں نے پنچائتوں کے حوالہ کردئے۔ ان میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ یہ امر نہایت مایوس کن ہے۔ سول کام میں بھی بتدریج اضافہ ہوا گذشتہ سال سول مقدمات کی مجموعی تعداد ۵۷۵۵ تھی سال زیر تبصرہ میں یہ تعداد ۸۹۹۲ تک پہنچ گئی۔ دائر کردہ مقدمات کی ۲۷ فیصدی صورت میں ڈگریاں دی گئیں۔

پنچائتوں کی کل آمدنی ۱۸۷۷۴۲ روپیہ تھی۔ اس کے مقابلہ میں سال ماسبق یہ آمدنی ۲۲۵۰۵۰ روپیہ تھی۔ فیس اور جرمانے بدستور آمدنی کے بڑے ذرائع تھے۔ اور صرف ۱۵ پنچائتوں نے ایک دیہی شرح عائد کی۔ سال مذکور میں کل ۱۲۱۳۳۰ روپیہ خرچ ہوا۔ اس کے مقابلہ میں گذشتہ سال خرچ کی مجموعی مقدار ۹۷۵۹ روپیہ تھی۔ ۹ سرگرم پنچائتوں کے کل خرچ کا نصف سے زیادہ حصہ رفاہ عام کے کاموں پر خرچ کیا۔ سال مذکور کے اختتام پر صوبہ کے ۱۴ اضلاع میں ۱۴ پنچائت افسر کام کر رہے تھے۔ ان کے تقرر سے نہ صرف پنچائتوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوا ہے بلکہ انکے کام کی اصلاح بھی ہوگئی ہے (از محکمہ اطلاعات پنجاب)

تلاش پیٹی

جب میں گذشتہ سالانہ جلسہ پر قادیان جارہا تھا تو راستہ میں امرتسر کے سٹیشن پر اپنی پیٹی بھول گیا۔ اس کے بکل پر انگریزی میں میرا نام کندہ کیا ہوا ہے۔ اور نیز دستہ پر اردو میں لکھا ہے۔ اگر کسی دوست کو معلوم ہو۔ تو براہ مہربانی منیجر صاحب اخبار الفضل کی معرفت پتہ دیں۔ میں نہایت ممنون ہونگا

خاکسار برکت علی احمدی (خانصاحب) امیر جماعت احمدیہ شملہ

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرمادیں۔ انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ۱/۴ حصہ دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں :-

والی بال کیس زرد رنگ ۱۸ پینل اول درجہ	فی عدد	۵/
" رنگین سرخ و سبز درجہ اول ، دوم "	"	۴/۸
" نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دو طرفی	"	۵/۸
" " " دوم " یک طرفہ	"	۴/
" " " سوم " " "	"	۳/
بلیڈر نمبر ۵ برائے والی بال نمبر ۵	"	۱۲/
ہاکی شکس لیڈر سیون اول درجہ رگڈ عمدہ قسم	"	۲/۸
" " " دوم " درجہ "	"	۲/
" لیڈر ربونڈ " " اول " عمدہ قسم	"	۱/۱۲
" " " " دوم "	"	۱/۸
" بال سفید چمڑہ اول " ریکارڈ کراؤن	"	۲/۴
" " " دوم سولجر	"	۱/۸
" " " سوم پانولر	"	۱/۴

نظام اینڈ کو شہر سیال کوٹ

اصلی ریگولیٹر پاکٹ واچ

بال لنز

بقیمت چار مشینوں کے خریدار کو یہ گھڑی مفت بطور انعام دی جائے گی۔

دنیا بھر میں پیٹنٹ کی بہترین

مشین سیویاں ٹکیہ لمیٹڈ (پنجاب)

ملکی صنعت کا بے نظیر نمونہ ہر قسم مشینوں کے نقائص سے مبرا خوبصورتی پائیداری میں یکتا بناوٹ نہایت سادہ۔ چلنے میں بیحد ہلکی ... کا کام ... بھی لگایا گیا ہے۔ منٹوں میں سیروں اصلی سیویاں تازہ بتازہ تیار کرتے تناول فرمائیے۔ ... قیمت واپس۔ ہر مشین کے ہمراہ ... قیمت سات روپے آٹھ آنے (۷/۸) محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

ایم اے رشید اینڈ سنز موجد مشین سیویاں بٹالہ (پنجاب)

اگر آپ انگریزی میں لائق بننا چاہتے ہیں
یا اپنے بچوں کو لائق بنانا چاہتے ہیں؟

تو آج ہی ایک کارڈ لکھ کر کتاب انگلش ٹیچر منگوا لیجیے۔ یہ کتاب انگریزی گرامر گفتگو ترجمہ اور خط و کتابت وغیرہ میں بہت جلد لائق بنا دیگی۔ اور امتحان میں کامیاب ہونے کا یقین کامل دلائے گی دیکھیے جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج حصار کیا فرماتے ہیں:۔ میں نے جدید انگلش ٹیچر کو بچوں کے لئے نہایت مفید پایا ہے۔ براہ کرم دو اور کتابیں بھیج کر ممنون فرمادیں"

ایس گوپال سنگھ صاحب ... لکھتے ہیں "میں انگریزی میں بہت کمزور تھا لیکن جدید انگلش ٹیچر کے طفیل میں انگریزی گرامر بہت اچھی طرح سیکھ گیا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ امتحان انٹرنس میں ضرور پاس ہو جاؤنگا!"

اگر یہ کتاب ایک لائق استاد کی طرح انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں۔ صفحات ۳۰۴ دوسرا ایڈیشن قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

قمر برادرز (الف) شملہ

فیض عام جوہر تریاق

اس کی ایک چھوٹی سی خوبصورت شیشی کا جیب میں ہر وقت موجود رہنا گویا عراق کے قلعہ میں بڑی بڑی آفات ناگہانی سے محفوظ رہنا ہے۔ ہر طرح کی اندرونی و بیرونی تکلیف پر اس کے چند قطرے کھلانے یا لگانے سے فوری تسکین اور آرام ہو جاتا ہے۔ پیٹ درد۔ دانت درد۔ سر درد۔ بدہضمی۔ پیاس ہیضہ۔ اسہال وغیرہ۔ زنبور۔ بچھو۔ سانپ وغیرہ زہریلے جانوروں کے کاٹے کا تریاق ہے۔

جناب حکیم مفتی فضل الرحمن صاحب شاگرد خاص شاہی حکیم حضرت مولوی نورالدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں نے فیض عام جوہر استعمال کیا اور کرایا ہے۔ واقعی بے نظیر چیز ہے میرے نزدیک اسکے فوائد امرت دھارا سے کم نہیں۔ بلکہ بڑھ چڑھکر ہیں:۔

قیمت ایک تولہ ۱۲/ دو تولہ ۱/۸ محصول ۶/

تیار کردہ

فیض عام میڈیکل ہال قادیان

بال شربت

خوش ذائقہ اور بچوں کی ہر طرح کی کمزوری کو قلیل عرصہ میں دور کرنے میں بیش چیز ہے۔ اس کے استعمال سے علاوہ موٹا و تازہ ہو جانے کے بچہ دانت بھی نہایت آسانی سے نکالتا رہتا ہے۔ اور دانت نکالنے کے زمانہ کے ہر طرح کے عوارضات سے بچہ بفضل خدا بالکل محفوظ رہتا ہے۔ قیمت معہ محصول ڈاک ۱۲/

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

انعام مُفت حاصل کرو

اپنے شہر کے دو صد معززین۔ تعلیم یافتہ اور تاجران کٹ پیس پارچہ۔ جونہ بنیان وغیرہ کے خوشخط مکمل پتے بزبان اردو یا انگریزی بھیجنے والے کو ایک پونڈ کٹ پیس بذریعہ ڈاک مفت بھیجا جائیگا۔

دی امریکن کمرشیل کمپنی (تاجران کٹ پیس) وکوٹ کنٹیبل مارکٹ بمبئی نمبر ۳

تیس فیصدی سالانہ منافع

حصہ داران کمپنی کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جنرل میٹنگ میں ۳۰ فیصدی سالانہ منافع منظور ہو چکا ہے۔ مستحق حصہ داران طلب کریں۔ جو صاحبان نئے حصہ خریدنا چاہیں۔ جلد حصہ داربن جاویں۔ حصہ سو روپیہ کا ہے ۱۸ ماہوار قسط میں قابل ادائیگی ہے۔ قواعد مفت ارسال ہونگے

برنس ہوم لمیٹنڈ فورٹ بمبئی

اگر آپ کو

نہایت عمدہ اور خوبصورت خالص۔ میرے اپنے ہاتھ کے بنے ہوئے زیور مثلاً گلوبند۔ کانٹے۔ کلپ۔ انگوٹھیاں وغیرہ جو کہ قادیان میں نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گئے ہیں۔ کی ضرورت ہو۔ تو میرے پاس تیار موجود ہیں۔ منگوا لیجیے۔ قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی یا دیسی زیور بنوانا ہو۔ تو حسب فرمائش اور پسند تیار کر دیا جائیگا :-

خاکسار: لال الدین احمدی زرگر متصل مہمانخانہ احمدیہ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— دہلی کی تازہ ترین خبروں سے پایا جاتا ہے کہ گاندھی جی اور لارڈ ارون میں ایک معاہدہ ہوگیا ہے جس پر امروز فردا میں دستخط ہوجائینگے۔

——— دار العوام میں ارل ونٹرٹن نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ گول میز کانفرنس کے بعد حکومت ہند نہایت خوف زدہ ہوگئی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا وہ کانگریس سے معافی مانگ رہی ہے۔

——— ۳ر مارچ کو اسمبلی میں گول میز کانفرنس کے کاغذات پر دلچسپ بحث ہوئی جسے سر جارج رینی نے شروع کیا۔ سرکاری ارکان نے اس میں کوئی حصہ نہ لیا۔ مندوبین کے کام کی عام طور پر تعریف کی گئی

——— ۲ر مارچ کو پنجاب کونسل میں "میونسپل ایگزیکٹو آفیسر بل" پیش ہوا۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ یہ بل ایک منتخب کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جو ۱۲ر مارچ تک اپنی رپورٹ پیش کرے۔

——— اس اجلاس میں مسٹر ایم۔ اے غنی نے تحریک پیش کی۔ کہ مردم شماری کے اثناء میں اچھوتوں سے جو ناانصافی ہوئی ہے۔ اس پر بحث کرنے کے لئے اجلاس ملتوی کیا جائے۔ تحریک مسترد ہوگئی۔

——— آل انڈیا مسلم کانفرنس کا اجلاس دہلی میں یکم مارچ کو منعقد ہوا مولانا حسرت موہانی نے تحریک کی۔ کہ جب تک مسلمانوں کے مطالبات کا فیصلہ نہ ہوجائے۔ گول میز کانفرنس کی مزید کارروائی کا مقاطعہ کیا جائے۔ آخری فیصلہ خاص اجلاس پر ملتوی کر دیا گیا۔ جو اواخر مارچ میں سر آغا خان کے زیر صدارت منعقد ہوگا۔ نیز تجویز ہوئی۔ کہ انگلستان میں وفد بھیجا جائے۔ نہایت مفید تجویز ہے۔ اور جلد عملی صورت میں آنی چاہیئے

——— حکومت بمبئی نے بلدیہ سورت کو ایک سال کے لئے معطل کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے فرائض ادا کرنے سے قاصر رہی ہے۔

——— ایتھنز کی ایک خبر سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت یونان نے ہندوستان آنیوالے ہوائی جہازوں کو اپنے علاقہ سے گذرنے کی اجازت دیدی ہے۔ اس سے قبل اس کی ممانعت تھی۔

——— مسٹر موزلے نے جو پہلے لیبر پارٹی کے سرگرم رکن تھے۔ اب اپنی ایک جدید پارٹی کے قیام کا اعلان کیا ہے جس کے متعدد مقاصد میں سے ایک مستعمرات کو اقتصادی ذرائع سے برطانیہ کے ساتھ وابستہ رکھنا ہے۔

——— ۳ر مارچ کو قانون نمک کی منسوخی کے سلسلہ میں گاندھی جی نے سر جارج شوسٹر رکن مالیات سے بھی ملاقات کی۔

——— ماسکو میں ایک اخبار نویس کو اس وجہ سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ کہ اس پر سوویٹ گورنمنٹ کے خلاف پروپیگنڈا میں حصہ لینے کا اشتباہ تھا۔

——— نیویارک کی ایک خبر ہے۔ کہ چاندی کی ارزانی کے باعث میکسیکو میں ایک کان بند ہوگئی ہے۔ جس سے ۱۶ ہزار مزدور بیکار ہوگئے ہیں۔ اس وقت دنیا کی اقتصادی حالت بہت نازک ہو رہی ہے۔

——— نیو دہلی کی ایک خبر ہے۔ کہ آرمی ہیڈ کوارٹرس کے دفتر ۲۴ر مارچ کو شملہ چلے جائیں گے۔ گورنمنٹ آف انڈیا اور دوسرے محکمہ جات ۱۵ر اپریل کو پہنچیں گے۔

——— کلکتہ یونیورسٹی سینٹ کے اجلاس میں ایک مسلمان نے کہا۔ کہ یونیورسٹی کے ۷۵ کلرکوں میں سے صرف ایک مسلمان ہے۔ جو صریح ناانصافی ہے۔ ایک ہندو ممبر نے بھی اس کی تائید کی۔ یہ اس صوبہ کی حالت ہے۔ جہاں مسلمان ۵۴ فیصدی ہیں۔

——— اخبار زمیندار میں سابق شاہ امان اللہ خان نے ایک مکتوب شائع کرایا ہے۔ جس میں موجودہ شاہ کابل نادر شاہ خان کو بہت کچھ برا بھلا کہا گیا ہے۔ اور اپنی پوزیشن صاف کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔

——— لنڈن سے ۲ر مارچ کی خبر ہے۔ کہ سر چارلس ٹریولیان وزیر تعلیم نے حکومت کی حکمت عملی سے اختلاف کی بناء پر استعفیٰ دیدیا ہے۔ آپ کی جگہ مسٹر لیس سمتھ اس منصب پر فائز ہوئے ہیں۔

——— بنگال کی مردم شماری کے اعداد مظہر ہیں۔ کہ گذشتہ دس سال میں وہاں کی آبادی میں ۹ و ۸ فیصدی کا اضافہ ہوا۔

——— رائے ونڈ کے قریب تین ڈاکوؤں میں مال غنیمت کی تقسیم پر جھگڑا ہوگیا۔ اور ایک نے بندوق سے اپنے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ یہ ڈاکو اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس نے پچھلے دنوں نواح قصور میں بہت دہشت پھیلا رکھی تھی۔

——— دہلی۔ ۴ر مارچ معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی ارون "سمجھوتہ" کا مسودہ جو گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل کی طرف سے ایک اعلان کی صورت میں ہوگا۔ کل شام کے ۵ بجے ہوس آف کامنز میں پیش کر دیا جائیگا۔ اور عین اس وقت ہندوستان میں بھی شائع کر دیا جائیگا۔

اس وقت تک جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اتفاق کی صورت یہ ہوگی۔

(۱) پولیس کی تحقیقات کے مطالبہ کی تکمیل سمجھوتے کی ضروری شرط نہیں ہے۔ (۲) ساحل بحر کے باشندے نمک بنانے کے مجاز ہوں گے۔ لیکن حکومت کی اجارہ داری بہ دستور باقی رہے گی۔ (۳) پرامن پکٹنگ خلاف قانون نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ واقعی پرامن ہو۔ (۴) جو جائدادیں مالیہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے ضبط ہوئیں۔ وہ بحال ہو جائیں لیکن بحالی کی شرط یہ ہے۔ کہ واجب الادا مالیہ ادا کر دیا جائے۔ (۵) سیاسی قیدیوں کی رہائی (۶) مقاطعہ سے دست برداری۔

——— کانگرس ہیڈ کوارٹرس میں تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ نئی گول میز کانفرنس میں کام کرنے کے سلسلے میں کانگرسی لیڈر اپنا پروگرام مرتب کرنے میں مصروف ہیں۔ کانگریس لیڈروں کو امید دلائی گئی ہے۔ کہ وہ موجودہ سکیم کا نعم البدل جو بھی سکیم چاہیں پیش کر سکیں گے۔

——— نیو دہلی۔ ۳ر مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر فضل حسین جلد ہی گورنر جنرل کی اگزیکٹو کونسل سے ریٹائر ہونے والے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی جگہ صاحبزادہ سر سلطان احمد لیں گے۔

——— کراچی۔ ۴ر مارچ۔ مولانا شوکت علی یورپ سے کل واپس آ گئے ہیں۔ اور یہاں سے سیدھے دہلی چلے جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ انہیں گاندھی جی نے بلایا ہے۔

——— لنڈن ۲ر مارچ۔ ہندوستان کے آئندہ وائسرائے لارڈ ولنگڈن نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ میں اس امید پر ہندوستان جا رہا ہوں کہ میرے دوست میرا استقبال کریں گے۔ اور کہ جلد ہی حالات بہتر صورت اختیار کر لیں گے۔ اور ہم آئندہ دونوں ملکوں کے اندر صلح و نیک کا دور دورہ دیکھیں گے ؛

——— کلکتہ۔ ۳۰ر مارچ۔ آج بنگال کونسل میں ایک سب کمیٹی مقرر کرنے کی تجویز پاس کی گئی۔ جو شراب فروشی کو کامل طور پر بند کر کی سکیم تیار کرے۔ دوسرے صوبوں کو بھی اسکی تقلید واجب ہے

——— دھنباد سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ متعدد معا زغال میں تباہ کن آتشزدگی رونما ہے۔ جس سے ریلوے لائن بھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ چنانچہ حکام نے اس لائن کا راستہ بد دیا ہے۔ قرب و جوار کی آبادی اس آتشزدگی سے جو عرصہ دراز بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ خوفزدہ ہو کر محفوظ جگہو کو بھاگ رہی ہے۔

——— مدراس ۳ر مارچ۔ کل مدراس کونسل میں بیز ابینہ پر نکتہ کی گئی۔ ایک سوال کے جواب میں لا ممبر نے ماپلوں کے متعلق وہ مذہبی جوش میں مخالف پر حیوانوں کی مانند حملہ کرتے ہیں بعض اوقات حیوانات سے بھی زیادہ تند اور شدید ہوتے آج مسٹر یعقوب حسن نے ان الفاظ پر اعتراض کیا۔ لا ممبر نے یعقوب حسن کو اس کے متعلق یقین دلایا۔ اور کہا۔ کہ میں اپنے پر افسوس ظاہر کرتا ہوں۔ اگر میرے الفاظ سے آنریبل رکن یا کسی دوسرے مسلمان ممبر کے جذبات کو صدمہ پہنچا ہو۔

——— کلکتہ۔ ۲۰ر مارچ۔ مسٹر جلال الدین ہاشمی نے متعدد کا میں تقریباً ستر ہزار کارکنوں کے بیکار ہو جانے پر غور کرنے کے بنگال کونسل میں تحریک التوا پیش کی۔ لیکن پریذیڈنٹ نے اجا نہ دی۔ ایک ممبر نے زمینداروں کی نازک حالت کا حوالہ د ہوئے کہا۔ کہ وہ اس قابل بھی نہیں ہیں۔ کہ وہ اپنے محاصل ایک چوتھائی حصہ بھی فراہم کر سکیں۔ اس لئے حکومت سے کیا گیا۔ کہ انہیں امپیریل بنک سے قرضہ دلایا جائے ؞

——— لاہور ۳ر مارچ۔ آج شام کیوقت مقامی پولیس نے لاہور میں کئی تلاشیاں لیں۔ تلاشیاں زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ ۱۹۰۸ء اور آرڈیننس ۱۹۳۱ء کے ماتحت عمل میں لائی گئی ہیں۔

——— رائٹر کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے۔ کہ یکم مارچ بر نیکو جزیرہ میں ایم ٹراٹسکی کا مکان آتشزدہ یکم مارچ کی صبح کو جلا دیا

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)